اِنَّ الفضلَ بیدِ اللہِ یؤتیہ من یشاء ۔ عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵

الفضل قادیان

ایڈیٹر: غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

جلد ۱۹	مطابق ۱۳ صفر ۱۳۵۱ھ	یوم یکشنبہ	مورخہ ۱۹ جون ۱۹۳۲ء	نمبر ۱۵۰

مدینۃ المسیح

۱۶ جون - حرم ثانی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو بکرے بطور صدقہ دیئے گئے۔ نیز محتاجوں کو کھانا کھلایا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق مفصل اطلاعات دوسری جگہ درج کی گئی ہیں۔ احباب حضور کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ نیز حرم ثانی کے لئے دعا کی جائے۔ جو بدستور بیمار ہیں۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب پونڈری ضلع کرنال سے اور جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ بہاولپور سے تشریف لے آئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے متعلق ضروری اطلاعات

حضور کی صحت کے لئے خاص طور پر دعائیں کی جائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مندرجہ ذیل تار ڈلہوزی سے حضرت میرزا بشیر احمد صاحب کو موصول ہوئے:

۱۶ جون بوقت ۹ بجے صبح - حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو بخار اس وقت کم ہے مگر گلے، کان، اور سر درد کی تکلیف زیادہ ہے۔ جو بعض اوقات ناقابل برداشت ہو جاتی ہے۔ کمزوری بہت ہے۔ بیماری انفلوئنزا کی ہے۔

بوقت ۱۲ بجکر ۵۰ منٹ دوپہر - گو گذشتہ رات سے قبل کی رات تکلیف بہت زیادہ تھی لیکن چونکہ علامات علالت دن کے وقت کم ہو گئی تھیں اس لئے پہلے تار میں ان کا ذکر نہیں کیا گیا تھا۔ گذشتہ شب تکلیف اور بھی بڑھ گئی۔ ناقابل برداشت سر درد اور بے قاعدہ تنفس کی تکلیف تھی۔ نیند نہ آتی تھی۔ کمزوری بہت تھی۔ اب حالت بہتر ہے لیکن علامات ابھی تک پوری طرح دور نہیں ہوئیں۔

۱۷ جون بوقت ۱۲ بجکر چالیس منٹ - الحمد للہ پہلے سے آرام ہے۔ رات کو حرارت معتدل تھی۔ تنفس میں بھی سہولت ہے۔ صرف کمزوری قدرے سر درد اور گلے کی تکلیف باقی ہے۔

موصی اصحاب توجہ فرمائیں

وصیت ایک عہد ہے- جو ایک مومن اپنے معبود حقیقی سے کرتا ہے- اور قرآن کریم نے عہد کے پورا کرنے کے متعلق خاص زور دیا ہے چنانچہ فرمایا- اوفوا بالعهد ج ان العهد كان مسئولاہ میں اس عہد کو یاد دلاتے ہوئے احباب کی توجہ اسی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

صدر انجمن احمدیہ نے مالی سال ۳۳-۱۹۳۲ء یعنی مئی ۱۹۳۲ء سے اپریل ۱۹۳۳ء تک کے لئے موصی صاحبان کے حصہ موعودہ کا تخمینہ کر کے چندہ حصہ آمد کا بجٹ ۹۵۰۰۰ تجویز کیا ہے اس حساب سے اوسط ماہوار آمد تخمیناً ۸۰۰۰ ہونی چاہیئے۔ لیکن ماہ مئی ۱۹۳۲ء میں چندہ حصہ آمد کی وصولی صرف ۳۶۰۰ کے قریب ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۵۵- فیصدی موصی صاحبان نے اپنے عہد کو پورا کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کی- اور اپنی آمد کا حصہ وصیت کردہ ماہ مئی میں ادا نہیں کیا۔

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جن دوستوں نے یہ وصیت کی ہوئی ہے- کہ وہ اپنی آمد کا موعودہ حصہ خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے انجمن کے حوالے کرتے رہیں گے- لیکن ماہ مئی میں ادا نہیں کیا- انہوں نے اپنے عہد کو پورا نہیں کیا جو ایک ایسی ہستی سے کیا ہوا ہے جس کے قبضہ قدرت میں ان کی جان ہے- اور جس نے پہلے سے آگاہ کر دیا ہوا ہے کہ ان العهد كان مسئولاً- عہد کے متعلق ضرور بازپرس کی جائے گی۔

پس میں ایسے دوستوں کو اس اعلان کے ذریعہ آگاہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں- کہ جنہوں نے ماہ مئی کا چندہ حصہ آمد ادا نہیں کیا- وہ ماہ جون ۱۹۳۲ء میں دو ماہ کا چندہ یکمشت ادا کر کے اپنے فرض سے سبکدوشی حاصل کریں۔ سکرٹری مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی- قادیان

آنریری کارکنان- دفتر نظارت دعوت و تبلیغ میں کام کی کثرت کو مدنظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل اصحاب کی آنریری خدمات حاصل کی گئی ہیں- (۱) بابو محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر تبلیغ بیرون ہند میں پرسنل اسسٹنٹ۔ (۲) بابو فخرالدین صاحب پنشنر تبلیغ اندرون ہند میں پرسنل اسسٹنٹ۔ (۳) شیخ سندھی شاہ صاحب پنشنر سابق سیل اوورسیر ڈاکخانہ جات- کلرک فائیلنگ۔

ضلع گورداسپور کا آنریری مہتمم تبلیغ- ماسٹر اللہ دتا صاحب پنشنر کو ضلع گورداسپور کا آنریری مہتمم تبلیغ تجویز کیا گیا ہے- احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اس کا اعلان کرتا ہوں- نیز سب احباب دعا فرمائیں- کہ اللہ تعالیٰ ان اصحاب کو استقلال سے کام کرنے کی توفیق بخشے- آمین۔

خاکسار

ناظر دعوت و تبلیغ سلسلہ احمدیہ قادیان

خدمتِ اسلام کے دن

مسلم شوریدہ سر اٹھے ہیں ہیجان لانے کے دن
دور ہو فکرِ معیشت- دور ہو خوفِ فنا
ہم نے اک عہدِ وفا باندھا تھا تیرے نام پر
اے خدا دے ہم کو ہمت خدمتِ اسلام کی
عزم ایسا دے کہ دنیا کو جگا دیں شور سے
خدمتِ مخلوق سے تیری رضا حاصل کریں۔
دینِ احمدؐ کے لئے خونیں کفن بردوش ہوں۔
ہم کو تیرے ہاتھ سے فرحت فزا روزی ملے۔
دیں کے دیوانو!! اٹھو!!! رسمِ جنوں تازہ کرو
کامیابی کے لئے شورِ جنوں درکار ہے
ہوش میں آ نفس کے دھوکے سے بچ مستِ خرد
دور ساقی ہے- علمبردار ہے مستوں کی فوج
بندھنے والا ہے جنوں کے سر پہ سہرا امن کا۔
بادہ نوشِ محفلِ ساقیٔ کوثر اٹھ کھڑے ہیں۔
خون- پانی ایک کر دے گلشنِ دیں کے لئے
مائدہ نعمت کا ہے- اسلام دنیا کے لئے
اختلافِ رنگ و نسل و قوم مٹ جاتے ہیں سب

خدمتِ دینِ محمدؐ میں ہیں کھو جانے کے دن
مر کے خود اسلام میں ہیں زندگی لانے کے دن
لاج رکھنا اے خدا محشر میں شرمانے کے دن
ہے زمانہ سخت- اور قوموں کے گھبرانے کے دن
ایک عالم دیکھ لے شیطاں کے مر جانے کے دن
ذلتوں سے عزتیں پائیں صلہ پانے کے دن
بے حجاب استادہ تیرے سامنے آنے کے دن
جبکہ دنیا یہ کہے ان کے ہیں غم کھانے کے دن
آ گئے صحرائے عالم میں بہار آنے کے دن۔
شب ہو تو مستوں کی شب دن ہوں تو دیوانے کے دن
آ گئے عقل و خرد کے ٹھوکریں کھانے کے دن
ہیں لبِ پیشِ خرد کے اب کچل جانے کے دن
زندہ باد اے عشق اب تیرے ہیں اترانے کے دن
مستیٔ صہبائے اسلامی کے پھیلانے کے دن
باغ پھلنے کو ہے- اب تو ہیں پھل کھانے کے دن
دشمنی کے دن یہاں بنتے ہیں یار آنے کے دن
آ اس محفل میں دیکھو سب کے مل جانے کے دن

عہد ہے محمود کا گوہر ایازِ وقت بن
آ رہے شادیانے فتح کے گانے کے دن

ذوالفقار علی خان گوہر- ناظر تعلیم

پنجاب یونیورسٹی کے خلاف جماعت احمدیہ لاہور کی قرارداد

جماعت احمدیہ لاہور کا ایک جلسہ زیر صدارت مولوی شیخ عبدالرحمٰن صاحب بی- اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان مسجد احمدیہ لاہور میں منعقد ہوا- اور ذیل کی قرارداد بالاتفاق طور پر پاس ہوئی:-

۱- جماعت احمدیہ لاہور نہایت زور سے پنجاب یونیورسٹی سینیٹ کی اس تجویز کی مخالفت کرتی ہے- جو اس نے غیر مسلم اکثریت کے بل پر اور جملہ مسلم ممبران کی متفقہ مخالفت کے باوجود تاریخ اسلام کو بی اے کے کورس سے خارج کرنے کے لئے منظور کی ہے اور گورنمنٹ پنجاب (وزارت تعلیم) سے بادب التماس کرتی ہے- کہ وہ اس میں مداخلت کر کے اس تجویز کو مسترد کر دے۔

۲- اس قرارداد کی نقل گورنمنٹ پنجاب (وزارتِ تعلیم) رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی اور پریس کو بھیجی جائے۔

سیکرٹری جماعت احمدیہ لاہور

مسلمانان پونچھ کے مطالبات تاحال پورے نہیں کئے گئے

مسلم ایسوسی ایشن پونچھ کی طرف سے "الفضل" کے نام حسب ذیل تار ۱۵ جون کو موصول ہوا ہے:-

پبلسٹی بورڈ پونچھ کا جو تار انقلاب ۲- جون میں شائع ہوا ہے- وہ گمراہ کن ہے- ابھی تک کوئی مطالبہ پورا نہیں ہوا- اور نہ ہی ان کے متعلق کسی قسم کی گفت و شنید ہو رہی ہے- پبلسٹی بورڈ مقامی پبلک پراسیکیوٹر اور ایک جاگیردار ملازم پر مشتمل ہے۔

نظارت دعوت و تبلیغ کے ضروری اعلان

امریکہ میں آنریری مبلغ مولوی محمد یوسف خان صاحب جو نظارت دعوت و تبلیغ کے آنریری مبلغ ہیں- امریکہ میں تشریف لے گئے ہیں۔ آپ وہاں اشاعت اسلام کا کام بھی کریں گے- احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

جناب چوہدری ظفراللہ خان صاحب کو مبارکباد

۱۴- جون ۸ بجے رات انجمن احمدیہ چک ۵۵/۲ ب محمود پور کا ایک جلسہ ہوا جس میں اتفاق رائے سے پاس کیا گیا- کہ یہ انجمن چوہدری ظفراللہ خان صاحب بیرسٹر کو ان کے وائسرائے بہادر کی ایگزیکٹو کونسل کا ممبر مقرر کئے جانے پر مبارکباد پیش کرتی ہے- اور گورنمنٹ عالیہ کا اس نہایت موزوں انتخاب پر شکریہ ادا کرتی ہے- خاکسار غلام سرور جنرل سکرٹری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۵۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ جون ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

کشمیری مسلمانوں کی آئینی جدوجہد
اور
بیرون ریاست کے مسلمانوں سے امداد حاصل کرنیکا حق

ہندوؤں کی مخالفت

مسلمانان ریاست کشمیر نے جب ایک طویل عرصہ کی حق تلفیوں اور ناانصافیوں کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے بالکل ابتدائی انسانی حقوق کا مطالبہ کیا۔ اور مسلمانان ہند نے ان کی مظلومیت اور بے کسی سے متاثر ہو کر ان کی حمایت میں آواز اٹھائی۔ تو ہندوؤں نے کھلم کھلا یہ کہکر مخالفت شروع کر دی۔ کہ کشمیر میں ہندو راج ہے۔ اور ہندو ہر حالت میں اس کی حمایت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اس بنا پر انہوں نے ہر موقعہ پر ریاست کو الٹا مشورہ دیا۔ مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات کو نظر انداز کر دینے کے لئے کہا۔ اور ہر قسم کے تشدد اور جبر سے کام لینے کی صلاح دی۔

کشمیری حکام کا رویہ

کشمیر کے عاقبت نااندیش حکام مسلمانوں کے متعلق پہلے ہی انصاف اور ہمدردی کے جذبات سے عاری تھے۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ برطانوی ہند کے ہندو ان کی حمایت میں کھڑے ہیں۔ اور ان کی ہر کارروائی کو حق بجانب قرار دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تو انہوں نے نہایت ہی افسوسناک اور اضطراب انگیز رویہ اختیار کر لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کشمیر کی فضا نہایت ہی مکدر ہو گئی۔ اور ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک بے چینی اور بدامنی نے اپنا تسلط جما لیا۔ ہم حالات اور واقعات کی بنا پر دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر حکام کشمیر دانش اور تدبر سے کام لیتے۔ اور ہندوؤں کے غلط اور فتنہ انگیز مشوروں کو کوئی وقعت نہ دیتے تو ریاست کے حالات اس درجہ پیچیدہ نہ ہو جاتے جس قدر کہ وہ ہو گئے۔ اور کشمیر کی مسلمان رعایا کو اس قدر جانی اور مالی نقصان برداشت نہ کرنا پڑتا جس سے ایک قلیل عرصہ میں اسے دو چار ہونا پڑا۔ اس کے ساتھ ہی ریاست کو ان مشکلات میں سے نہ گزرنا پڑتا۔ جو اسے پیش آئیں۔

بیرون ریاست کے ہندوؤں کا رویہ

لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ایک طرف تو ریاستی حکام نے عدل و انصاف سے کام لینے کی بجائے جبر اور تشدد سے مسلمانوں کو خموش کرنے کی کوشش کی۔ اور دوسری طرف برطانوی ہند کے ہندوؤں نے ناجائز سے ناجائز حرکات میں ان کی تائید کی۔ اس کے ساتھ ہی وہی بات جو ان کے نزدیک کشمیر کے ہندوؤں کے لئے نہ صرف جائز بلکہ ضروری تھی۔ اسی کو انہوں نے مسلمانان کشمیر کے لئے قطعاً ناجائز قرار دیا۔ اور تعجب ہے۔ کہ اپنی اس مذموم روش پر ابھی تک قائم ہیں۔

کیا مہاراجہ کا اعلان صرف مسلمانوں کے لئے ہے؟

"ملاپ" (۱۲۔ جون) نے مہاراجہ صاحب کشمیر کے اس اعلان کو جس میں انہوں نے آئندہ قانون کی پوری پوری پابندی کرنے اور حکومت کے خلاف آواز اٹھانے والوں کو سخت سزا دینے کا تہیہ ظاہر کیا ہے۔ صرف مسلمانوں کے لئے قرار دیتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ

"ہر بات کی حد ہوتی ہے۔ اور وہ شاید اب آ پہونچی ہے۔ کیونکہ مہاراجہ صاحب نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ جس قدر نرمی ہو سکتی تھی کر دی گئی۔ اب قانون شکنوں کو چاہے وہ بیرونی ہوں۔ یا اندرونی معاف نہ کیا جائے گا۔ کشمیر اور جموں کے ہندوؤں کی بربادی کے بعد ہی اگر مہاراجہ صاحب مضبوط ہاتھوں سے حکومت کرنے کی طرف مائل ہو سکیں۔ تو یہ قربانیاں کچھ کام آ سکیں گی"

مسلمانان کشمیر اور ہندو

اس کے ساتھ ہی لکھا ہے:-

"اس موقعہ پر ہم اپنے کشمیری مسلمان بھائیوں سے چند کلمات کہنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اول یہ کہ وہ بیرونی مسلمانوں کے اشارے پر ناچنا بند کر دیں۔ دوم یہ کہ بیرونی مسلمانوں کے تنخواہ دار کشمیری ایجی ٹیٹروں کو کہہ دیں۔ کہ ہم تمہاری لیڈری سے باز آئے۔ اب معاف رکھو۔ اور اگر کشمیر میں تمہارا گزارا نہیں ہو سکتا۔ تو قادیان میں چلے جاؤ۔ وہاں آج کل خلیفہ قادیان زمینیں فروخت کر رہے ہیں۔ ممکن ہے۔ آپ کو وہاں مفت زمین مل جائے۔ تم نے قادیانی خلیفہ کا کافی ڈھنڈورا پیٹا ہے کچھ نہ کچھ انعام مل جائے گا"

قطع نظر اس لب ولہجہ اور طریق کلام کے جو دیانندی تہذیب کے لحاظ سے "ملاپ" نے مندرجہ بالا سطور میں اختیار کیا ہے سوال یہ ہے۔ کہ اگر کشمیر کے مظلوم اور ستم رسیدہ مسلمانوں کے لئے یہ ناجائز ہے۔ کہ وہ بیرون ریاست کے مسلمانوں سے کسی قسم کی امداد حاصل کریں اور اپنے مصائب کے ازالہ کے لئے ان کے مشوروں سے فائدہ اٹھائیں۔ تو پھر کشمیر کے ان ہندوؤں کے لئے جنہوں نے مسلمانوں کو ذلت و ادبار کے گڑھے میں گرا رکھا ہے۔ جنہوں نے مسلمانوں کے حقوق غصب کر رکھے ہیں۔ جو مسلمانوں سے خلاف انسانیت سلوک کرتے چلے آ رہے ہیں۔ کیونکر جائز ہے۔ کہ وہ بیرون ریاست کے ہندوؤں کے اشاروں پر ناچیں۔ ان کے بھروسے اور امداد سے شورش پیدا کریں۔ ان کی ہدایات کے ماتحت "کانگرس کی جے" اور "مہاتما گاندھی کی جے" کے نعرے لگائیں۔

مظلوم کا حق

ہر ایک مظلوم کو تو یہ حق پہونچتا ہے۔ کہ اسے جہاں سے بھی کسی قسم کی مدد مل سکے۔ اسے حاصل کرے۔ اور انسانیت و شرافت سے ذرا بھی حصہ رکھنے والا کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ مظلوم کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن ظلم کرنے والے کو امداد دینا۔ اسکے پنجۂ ستم کو مضبوط بنانا اور اس کی ناانصافیوں کی حمایت کرنا تو کہیں بھی جائز نہیں۔

ہندوؤں کا حیرت انگیز طریق

لیکن حیرت ہے۔ کہ وہی ہندو جو ایک سانس میں تو مسلمانان کشمیر سے یہ کہتے ہوئے۔ کہ وہ بیرون ریاست کے مسلمانوں سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں۔ یہ مہذبانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ کہ "وہ بیرونی مسلمانوں کے اشارے پر ناچنا بند کر دیں"۔ وہی دوسرے سانس میں کشمیر کے ہندوؤں سے یہ کہتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے۔ کہ وہ بیرون ریاست کے ہندوؤں سے ایک لمحہ کے لئے علیحدہ نہ ہوں۔ بلکہ جو کچھ کریں۔ ان کی ہدایات کے ماتحت کریں چنانچہ وہی "ملاپ" (۹۔ جون) لکھتا ہے:-

"کشمیری ہندوؤں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ انہیں ہمیشہ پنجابی ہندوؤں کے ساتھ میل ملاپ رکھنا چاہیئے"

ہندوؤں کی طرف سے امداد

یہ تو وہ مشورہ ہے۔ جو کشمیر کے ہندوؤں کو دیا گیا ہے۔ اور اس لئے دیا گیا ہے کہ کشمیر اور بیرون کشمیر کے ہندو ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ رہیں۔ مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہیں۔

اور اپنے خاص منصوبوں کو پورا کرنے کے لئے جوڑ توڑ میں مصروف رہیں۔ اس کے ساتھ ہی عملی طور پر بھی ہندو جس قدر ریاستی ہندوؤں کی امداد کر رہے ہیں۔ وہ ظاہر ہے۔ پچھلے ہی دنوں ڈاکٹر مونجے نے مہاسبھا کی طرف سے گلینسی سفارشات میں دخل انداز ہونے کی بے حد کوشش کی۔ اور حال ہی میں ڈاکٹر مونجے نے یہ اعلان کیا ہے کہ:۔

"ہندوؤں کو اپنی حفاظت کے لئے ہمیشہ تیار رہنا چاہیئے جہاں تک مناسب اور آئینی حفاظت کا سوال ہے۔ ہندو مہاسبھا ان کی امداد کے لئے تیار ہے"

پس جبکہ ہندو کشمیری ہندوؤں کی ایسی حالت میں امداد کر رہے ہیں۔ کہ انہوں نے مسلمانوں کے حقوق غصب کر رکھے ہیں۔ اور انہیں یہ مشورہ دے رہے ہیں۔ کہ انہیں بیرون ریاست کے ہندوؤں سے میل ملاپ رکھنا چاہیئے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ کشمیر کے مسلمان اپنی مظلومیت کے ازالہ کے لئے آئینی جدوجہد میں دوسرے مسلمانوں سے امداد حاصل نہ کریں۔ جبکہ تمام انصاف پسند دنیا انہیں اس کی مستحق قرار دیتی ہے۔

مرکز احمدیت لاہور ہے یا قادیان

غیر مبایعین کا "آرگن" "پیغام صلح" ایک عرصہ تک اپنی پیشانی پر لاہور کو "مدینۃ المسیح" لکھتا رہا ہے۔ لیکن جب بھی اس سے دریافت کیا گیا۔ کہ غیر مبایعین کے وجود پذیر ہونے اور قادیان سے انحراف کرنے کے بعد یک بیک لاہور کیونکر مدینۃ المسیح بن گیا۔ تو کبھی معقول جواب نہ دے سکا۔ آخر اس پر واضح ہو گیا۔ کہ اس کے لئے اس لغویت کو جاری رکھنا ناممکن ہے۔ اور وہ اس سے باز آگیا۔ مگر اب اس سے بھی زیادہ ایک اور بیہودگی کا اس نے ارتکاب کیا ہے اور وہ یہ کہ ۷۔ جون کے "پیغام" میں لاہور کو "مرکز احمدیت" قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ "لاہور مرکز احمدیت سے دنیا میں احمدیت پھیل رہی ہے۔ حالانکہ جس طرح یہ دعوے بالکل باطل ہے۔ کہ لاہور سے غیر مبایعین کے ذریعہ دنیا میں احمدیت پھیل رہی ہے۔ اسی طرح یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ کہ "لاہور مرکز احمدیت" ہے۔ ایک معمولی عقل و سمجھ کا انسان بھی جانتا ہے۔ کہ کسی تحریک کا مرکز وہ مقام ہوتا ہے۔ جہاں سے بانی تحریک نے تحریک شروع کی ہو یا جسے اس نے خود مرکز قرار دے کر وہاں سے تحریک جاری رکھی ہو لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ تو لاہور سے تحریک احمدیت جاری کی۔ اور نہ اسے اس تحریک کا مرکز قرار دیا۔ پھر کسی اور کو کیا حق ہے کہ لاہور کو آج نعوذ باللہ احمدیت کا مرکز کہے۔ اس کے مقابلہ میں احمدیت کی تحریک قادیان سے جاری ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ساری زندگی میں قادیان کو ہی مرکز ٹھہرایا۔ نہ صرف یہی۔ بلکہ اپنی وصیت میں قادیان کو ہمیشہ کے لئے مرکز قرار دے دیا۔ چنانچہ اس انجمن کو جس کے سپرد آپ نے سلسلہ کا مالی انتظام کیا۔ اس کے متعلق تحریر فرمایا

"یہ ضروری ہوگا۔ کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے"

پس جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریک احمدیت قادیان سے شروع کی۔ قادیان کو ہی اپنی زندگی میں مرکز ٹھیرایا اور اپنے بعد ہمیشہ کے لئے قادیان کو ہی مرکز قرار دیا۔ تو آج غیر مبایعین کس مونہہ سے لاہور کو مرکز احمدیت بتا رہے ہیں۔

پھر لاہور تو وہ مقام ہے۔ جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ روایت احمدیہ لٹریچر میں آچکی ہے۔ کہ ایک زمانہ آئے گا جب یہ کہا جائے گا۔ کہ لاہور بھی کبھی ہوتا تھا۔ (مفہوم)۔ اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متبعین کے لئے قیامت تک غلبہ کا وعدہ خدا تعالےٰ کی طرف سے موجود ہے۔ اس صورت میں لاہور کو آپ کس طرح مرکز احمدیت قرار دے سکتے تھے۔ اور جس مقام کو آپ نے مرکز نہیں قرار دیا۔ اسے کوئی اور مرکز نہیں ٹھیرا سکتا۔

غیر مبایعین کو چاہیئے۔ کہ اس بیہودگی سے اسی وقت دست بردار ہو جائیں۔ تاکہ اس کی زیادہ تشہیر نہ ہو۔ ورنہ یہ ایسی نامعقول بات ہے۔ کہ ہر ایک شخص خواہ وہ احمدیت کا مخالف ہی ہو۔ اسے نہایت مضحکہ خیز قرار دے گا۔

مصیبت زدگان چارسدہ کی امداد

چارسدہ میں آتش زدگی کی واردات نے جو تباہی و بربادی برپا کی ہے۔ وہ نہایت ہی روح فرسا اور دردناک ہے وہ عظیم الشان مکانات اور بازار جس پر اس علاقہ کو ناز تھا۔ راکھ کا ڈھیر بن گیا ہے۔ بوڑھے جوان مرد عورتیں۔ لڑکے لڑکیاں اس وقت نہ صرف بے خانماں ہو چکے ہیں۔ بلکہ نان شبینہ کے لئے بھی محتاج ہیں۔ اور یہ قطعاً ناممکن ہے۔ کہ چارسدہ کے تباہ حال لوگ بطور خود اپنے کھانے پینے کا انتظام کر سکیں۔ کجا یہ کہ اپنے لئے گھر تعمیر کر سکیں۔ اس موقعہ پر ضروری ہے۔ کہ ان کی امداد کی جائے چونکہ اس جگہ کے ہندو مسلمان دونوں کو نقصان پہونچا ہے۔ اس لئے چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ ان لوگوں کی امداد کے لئے ایک ایسی کمیٹی تجویز کی جاتی جو دونوں مذاہب کے معززین پر مشتمل ہوتی اور دونوں مذاہب کے لوگ امداد دیتے لیکن ہندو چونکہ علیحدہ انتظام کر چکے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو بھی مسلمان مصیبت زدگان کی امداد کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور جلد سے جلد ان کے کھانے پینے۔ اور رہائش کا انتظام کر دینا چاہیئے۔

مہاشہ کرشن کے ساتھ آریہ نوجوانوں کا سلوک

مہاشہ کرشن جی بہت پرانے اور متعصب آریہ سماجی ہیں۔ دو اخباروں کے مالک ہیں۔ جن میں ہر رنگ میں آریوں کی حمایت کی جاتی ہے۔ بقول خود انہوں نے اپنی ساری عمر آریہ سماج کی سیوا کی ہے۔ مدت تک آریہ پرتی ندھی سبھا کے سکرٹری رہے ہیں۔ لیکن حال میں ایک معمولی اور غیر معروف سے آریہ نوجوان کے مقابلہ میں سکرٹری شپ کے لئے انہیں سخت شکست ہوئی۔ اور ایسی حالت میں ہوئی جبکہ انہوں نے سارا زور تقریر اپنی حمایت میں صرف کر دیا تھا۔ ہمیں اس بارے میں مہاشہ جی سے ہمدردی ہے۔ اور افسوس بھی۔ کہ ان کی خدمات کی کوئی قدر نہ کی گئی۔ اور جبکہ ان کی خواہش تھی۔ کہ پھر انہیں سکرٹری بنایا جائے۔ تو یہ خواہش پوری نہ ہونے دی گئی۔ لیکن اس سے بھی زیادہ افسوس اس بات کا ہے۔ کہ آریوں نے دوسروں کے متعلق بد زبانی کرنے میں جو مشق بہم پہونچائی ہے۔ اس سے اپنے گھر میں بھی کام لے رہے ہیں۔

مہاشہ جی کو ناکام رکھنے کے لئے ان کے متعلق انتخاب سے قبل ایسی ایسی باتیں لکھی گئیں۔ جنہیں "ریفارمر" (۵۔ جون) نے "خرافات اور بکواس" قرار دیا ہے۔ پھر انتخاب کے موقعہ پر بھی ایسی ایسی حرکات کی گئیں۔ جن کی بنا پر "ریفارمر" کا بیان ہے کہ

"ہر جائز و ناجائز طریقہ سے سبھا کے اجلاس کو رزمگاہ کی صورت دے رکھی تھی۔ اور موجودہ مخرب الاخلاق تہذیب کے جملہ ہتھیار بعجلت تمام برتے جا رہے تھے"

حالات بتاتے ہیں۔ کہ آریوں نے اٹھتے ہی درشت کلامی اور بد تہذیبی کا جو حربہ دوسروں کے خلاف چلانا شروع کیا تھا۔ اسے اب اپنوں پر بھی چلا رہے ہیں۔ اور جن لوگوں نے اپنی ساری عمر جائز و ناجائز رنگ میں سماج کی خدمت کرنے میں صرف کر دی۔ انہیں ذلیل و رسوا کر کے پرے پھینک رہے ہیں۔

اچھوت اقوام اور جداگانہ انتخاب

اس وقت تک ہندوؤں کا یہ دعوے رہا ہے۔ کہ اچھوت اقوام کا اکثر حصہ جداگانہ انتخاب کے خلاف ہے۔ اور جو لوگ جداگانہ انتخاب اور ہندوؤں سے علیحدگی کے حامی ہیں۔ ان کی تعداد بہت ہی قلیل ہے۔ جو ناقابل التفات ہے۔

اگرچہ ہندوؤں کا یہ دعوے بالکل غلط تھا۔ اور کئی بار اچھوت اقوام کے لیڈروں نے اس کی تردید کی۔ تاہم ہندوؤں کو اس پر اصرار تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ اب وہ اس دعوے سے دست بردار ہوتے جا رہے ہیں چنانچہ "ملاپ" (۹۔ جون) لکھتا ہے:۔ "جداگانہ انتخاب کی وبا مسلمانوں کے بعد اچھوتوں میں بھی پھیل رہی ہے۔ بنارس میں حال ہی میں اچھوتوں کی جو کانفرنس [illegible]

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

لا نبی بعدی کا حقیقی مفہوم

منکرین انبیاء کا طریق

ابتدائے آفرینش سے اہل دنیا کا یہ دستور چلا آتا ہے۔ کہ جب بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے انبیاء کو مبعوث فرمایا۔ فرزندان تاریکی نے نہ صرف ان کی دعوت پر کان نہ دھرے۔ بلکہ ان کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ ہر ممکن طریق سے انہیں دکھ اور نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ اور ان کی ہر ندا کا جواب تمسخر اور استہزاء سے دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کے متعلق فرماتا ہے۔ یٰحسرة علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا به یستھزءون۔ افسوس ان لوگوں پر کہ جب بھی ان کے پاس کوئی رسول آیا۔ انہوں نے اس کے ساتھ تمسخر اور استہزاء کیا۔

نبی نہ آنے کا غلط خیال

پھر جس طرح انبیاء کی بعثت کے ابتدائی زمانہ میں ان کی مخالفت زوروں پر ہوتی ہے۔ اسی طرح جب انبیاء اپنے مقصد اور مشن کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اور اپنی پاکیزہ باتوں کو دلائل سے پیش کرتے ہیں خدا تعالیٰ کی تائید بھی ساتھ ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ تو بہت سے ایسے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں جو مومنین کی جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ چونکہ خارق عادت نشانات بھی دیکھتے ہیں۔ اور نبی سے اللہ تعالیٰ کے ایسے پیار اور محبت کا مشاہدہ کرتے ہیں جو دوسرے انسانوں سے نرالا اور نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے وہ لوگ جن کا ایمان سطحی ہوتا ہے۔ وہ انبیاء کی وفات پر یہ یقین کر بیٹھتے ہیں۔ کہ اب ایسا شخص نہ کوئی ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کا بھی قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ آتا ہے۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات کے بعد لوگوں کا یہ اعتقاد ہو گیا تھا۔ کہ لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا۔ (مومن ع ۴) اللہ تعالیٰ اب ہرگز کوئی رسول مبعوث نہیں کریگا لیکن اللہ تعالیٰ کی سنت اور قاعدہ مستمرہ نے اسے غلط قرار دیدیا۔ جب روئے زمین پر تاریکی کا غلبہ ہو گیا۔ اور گناہوں اور ضلالت کے بے پناہ سیلاب میں دنیا غرق ہونے لگی۔ تو لوگوں کو نجات دلانے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اس وقت یہ عقیدہ رکھنے والوں نے کہ اب کوئی نبی نہیں آسکتا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی۔ اسی طرح پھر یہود کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد یہ عقیدہ ہو گیا۔ "اجماع الیھود علی ان لا نبی بعد موسیٰ" (رستم النبوت) کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا ہی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت تو جن و انس اس بات پر ہم عقیدہ تھے۔ کہ اب اللہ تعالیٰ کوئی نبی مبعوث نہیں کریگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وانھم ظنوا کما ظننتم ان لن یبعث اللہ احدا (الجن ع ۱) یعنے جن و انس اس عقیدہ میں یکزبان تھے۔ کہ اب کوئی نبی نہیں آئیگا لیکن اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کر کے ان کے خیال کو رد کر دیا۔

مسلمانوں کا غلط خیال

اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پھر لوگوں نے وہی پرانا۔ مگر غلط عقیدہ گھڑ لیا۔ اور یہ یقین کرنے لگے۔ کہ اب اللہ تعالیٰ کسی نبی کو مبعوث نہیں کریگا۔ پس اس وقت کے مسلمانوں کا یہ غلط عقیدہ اور یہ خیال کوئی نیا عقیدہ یا نیا خیال نہیں۔ بلکہ وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے فعل نے رد اور خدا تعالیٰ کی سنت اور قاعدہ مستمرہ نے بار بار غلط قرار دیا۔ پس ایسا خیال ہرگز صحیح اور درست نہیں اور اس کی بناء پر مسلمانوں کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو جھٹلانا یقیناً خطرناک جسارت ہے۔ یہی جسارت تھی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مکذبین کو غرق آب کیا۔ اور یہی جسارت تھی جس نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھٹلانے والوں کو گمراہی میں مبتلا کیا۔

قرآن اور حدیث سے کیا ثابت ہے

اگر یہ کہا جائے۔ کہ یہ عقیدہ قرآن کریم کی آیت "خاتم النبیین" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث "لا نبی بعدی" کی بناء پر ہے۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ قرآن کریم کی کسی آیت کے وہی معنے صحیح اور درست ہو سکتے ہیں جنکی تائید دیگر آیات سے ہوتی ہو۔ یا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی قول سے ہو۔ اس اصل کے لحاظ سے قرآن کریم کے ایک ایک لفظ کو دیکھ جائیں۔ کہیں بھی ان معنوں کی تائید میں جو غیر احمدی کرتے ہیں۔ ایک لفظ بھی ایسا نہیں ملتا۔ جس سے ثابت ہو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ بلکہ ایسی آیات متعدد مل جاتی ہیں۔ جن سے صریحاً یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سلسلہ نبوت جاری و ساری ہے۔ پس اس صورت میں اگر کوئی حدیث ایسی ہو بھی جس سے بظاہر یہ معلوم ہو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سلسلہ نبوت بند ہے۔ تو قرآن کریم کے مقابلہ میں ایسی حدیث قبولیت کا درجہ نہیں رکھتی۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے کلام کو بہر حال مقدم کرنا چاہیئے۔ لیکن یہ یاد رہے۔ کہ کوئی ایسی صحیح حدیث نہیں ہے۔ جس سے سلسلہ نبوت بند معلوم ہوتا ہو۔ بلکہ جتنی بھی صحیح احادیث ہیں۔ وہ ہمارے دعویٰ کی زبردست مؤید ہیں جیسا کہ میں ابھی اس کی وضاحت کروں گا۔

آیت خاتم النبیین کا مطلب

قرآن کریم کی آیت ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ سے ہمارے غیر احمدی دوست یہ استدلال کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ کہ چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق خاتم النبیین آیا ہے۔ اس لئے اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا مگر یہ خیال قطعی طور پر غلط ہے۔

اول۔ اس لئے کہ خاتم (ت کی زبر سے) ہے۔ جس کے معنے ختم کرنے والے کے نہیں ہوتے۔ بلکہ اس کے لفظی معنے انگوٹھی اور مہر کے ہیں۔ اور محاورہ میں اس کے معنے کمال کے ہیں۔ چنانچہ تفسیر صافی میں زیر آیت خاتم النبیین حضرت علیؓ کو خاتم الاولیاء کہا گیا ہے۔ اور کنز العمال میں حضرت عباس کو خاتم المہاجرین کہا گیا ہے۔ اب اگر ان کے وہی معنے کئے جائیں۔ جو ہمارے غیر احمدی دوست خاتم النبیین کے کرتے ہیں۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ حضرت علیؓ کے بعد کوئی ولی نہیں ہو سکتا اس صورت میں تو اسلامی تعلیم ہی نعوذ باللہ ناقص ٹھہرتی ہے۔ اور حضرت علیؓ کے بعد جتنے بھی اولیاء ہوئے۔ ان تمام کی ولایت سے انکار کرنا پڑتا ہے۔ شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی حضرت معین الدین صاحب چشتی اور حضرت شیخ احمد صاحب سرہندی وغیرہ غرضیکہ کسی کو بھی ولایت کا مستحق نہ سمجھا جائیگا۔

لغت عرب کا محاورہ

علاوہ ازیں لغت عرب میں بکثرت اس محاورہ کا استعمال پایا جاتا ہے۔ مثلاً ابو تمام شاعر کا مرثیہ کہتے ہوئے ایک مشہور شاعر کہتا ہے

فجع القریض بخاتم الشعراء (وفیات الاعیان لابن خلکان
وغدیر روضتھا حبیب الطائی (جلد ا صفحہ ۱۲۳ مصری)

اس شعر میں ابو تمام خاتم الشعراء قرار دیا گیا ہے۔ کیا اس کے یہ معنی ہوں گے۔ کہ اس کے بعد اور کوئی شاعر ہو ہی نہیں سکتا۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ابو تمام اعلیٰ درجے کا شاعر تھا کیونکہ اس شاعر کے بعد اور کئی شاعر پیدا ہوئے۔ اور خود ابو تمام کا مرثیہ گو بھی شاعر تھا۔ کیا ہمارے غیر احمدی دوست اس وقت کے اعلیٰ پایہ کے شاعر ٹیگور اور اقبال کو نظر انداز کر دیں گے۔ اور انہیں شاعر نہیں کہیں گے؟

پس لغت عرب کے محاورہ کے لحاظ سے جب خاتم کسی قوم کی طرف مضاف ہو جیسا کہ اس آیت میں ہے۔ تو اس کے معنی ہرگز ختم کرنے والے کے نہیں ہوتے بلکہ لغت عرب کے محاورہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے معنی قوم کے اعلیٰ فرد کے ہوں گے۔ اس لحاظ سے خاتم النبیین کے معنے سب نبیوں سے اعلیٰ مرتبہ والے نبی کے ہیں اور یہی وہ معنے ہیں۔ جن سے نہ صرف کہ اسلام پر کسی قسم کا الزام عائد

نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی عظمت اور بھی بڑھ جاتی ہے

رسول کریمؐ کا قول

دوم یہ کہ خاتم النبیین کے معنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی واضح ہو جاتے ہیں۔ جو کہ آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات پر فرمائے۔ آپ نے فرمایا۔ لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً (ابن ماجہ کتاب الجنائز جلد ۱ صفحہ ۲۳۷) یہ واقعہ جیسا کہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۲۶۲ میں درج ہے ۱۰ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ اور خاتم النبیین والی آیت ۵ھ میں نازل ہو چکی تھی۔ اگر حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک یہ آیت سلسلہ نبوت کو بند کرنے والی ہوتی۔ تو کبھی آپ یہ نہ فرماتے۔ کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا۔ تو یقیناً سچا نبی ہوتا۔ بلکہ یہ فرماتے۔ کہ اگر زندہ رہتا تو بھی نبی نہ ہوتا۔ پس آپ کا یہ فرمانا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو یقیناً سچا نبی ہوتا۔ اسبات کی زبردست دلیل ہے۔ کہ خاتم النبیین والی آیت سلسلہ نبوت کو بند نہیں کرتی۔ اس کی سادہ لفظوں میں یہ مثال ہے۔ کہ کوئی کہے۔ اگر زید زندہ رہتا۔ تو یقیناً مولوی فاضل یا بی۔ اے پاس کر لیتا۔ اب اگر دنیا میں مولوی فاضل یا بی۔ اے کوئی بن ہی نہیں سکتا۔ تو یہ کہنا فضول ہوگا۔ اسی طرح جبکہ نبوت کا وجود ہی آئندہ کے لئے مسدود ہو چکا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم کے متعلق یہ کیوں فرمایا۔ کہ اگر وہ زندہ رہتا۔ تو نبی بن جاتا۔ پس اصلیت اور حقیقت یہی ہے۔ کہ جس طرح زید کی موت زید کے مولوی فاضل یا بی۔ اے بننے میں مانع ٹھہری۔ اسی طرح صاحبزادہ ابراہیم کے نبی بننے میں بھی موت حائل ہوئی۔ نہ یہ کہ سلسلہ نبوت مسدود ہو گیا۔

دوسری آیات

سوم یہ کہ خاتم النبیین کی تائید بلحاظ ان معنوں کے جو ہمارے غیر احمدی دوست کرتے ہیں۔ قرآن کریم ہرگز ہرگز نہیں کرتا۔ برعکس اس کے وہ معنے جو جماعت احمدیہ اس آیت کے کرتی ہے۔ اس کی تائید میں بہت سی آیات قرآنی پائی جاتی ہیں۔ اور علاوہ ازیں سلسلہ نبوت کا آئندہ کے لئے جاری رہنا بہت سی قرآن کریم کی آیات سے ثابت ہے۔

احادیث سے غلط استدلال

خاتم النبیین کی آیت کا صحیح مفہوم بتلانے کے بعد اب میں ان احادیث کو لیتا ہوں۔ جن سے غیر احمدی دوست آئندہ کے لئے سلسلہ نبوت کو بند کرتے ہیں۔ سب سے پہلی حدیث جو پیش کی جاتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ قال رسول اللہ صلعم لعلی ابن ابو طالبؓ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (ترمذی و مشکوٰۃ) اس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے۔ کہ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبوت کا مستحق تھا۔ تو حضرت علی تھے مگر آپ نے فرمایا۔ لا نبی بعدی۔ اس لئے حضرت علی نبی نہ ہو سکے۔ اور نہ کوئی اور ہو سکتا ہے۔

مگر یہ استدلال صحیح نہیں۔ اول تو اس لئے کہ یہ ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت فرمایا جبکہ آپ غزوہ تبوک میں شامل ہونے کے لئے جا رہے تھے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو امیر مدینہ بنایا گیا۔ اس حدیث کا لفظی ترجمہ یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلعم نے حضرت علی کو فرمایا۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ ہارونؑ موسیٰؑ سے تھا۔ مگر تو میرے بعد نبی نہیں ہوگا۔ یعنی حضرت ہارون جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طور پر جانے کے بعد ان کے نائب ہوئے وہ نبی تھے۔ لیکن اے علی تو میرا نائب اور قائمقام تو اسی طرح کا ہے۔ لیکن تو ہارون کی طرح نبی نہیں۔

ان الفاظ میں یہ کہاں ذکر ہے۔ کہ رسول کریمؐ کے بعد تا قیامت سلسلہ وحی و نبوت بند ہے۔ ہاں یہ ظاہر ہے۔ کہ آپکی زندگی میں اور آپکی معیت میں کسی اور نبی کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ آپ تن تنہا امور رسالت کے سرانجام دینے کیلئے کافی تھے۔ اور یہی معنی یہاں لا نبی بعدی کے ہیں۔ کہ میری معیت میں کسی اور نبی کی ضرورت نہیں۔ جسطرح موسیٰ کی معیت کے لئے ہارون نبی کی ضرورت تھی چنانچہ یہی حدیث کتب شیعہ کی کتاب امالی میں بعینہٖ درج ہے۔ لیکن لا نبی بعدی کی بجائے اسکے مترادف الفاظ لیس معی نبی کے ہیں۔ جو اس حقیقت کو نمایاں کر رہے ہیں۔

دوسری حدیث

دوسری حدیث جو ہمارے غیر احمدی دوست سلسلہ نبوت کو مسدود کرنے کیلئے پیش کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ انہ سیکون فی امتی ثلثون کذابون دجالون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی" (ابو داؤد، مشکوٰۃ) علاوہ اس کے اور چند حدیثیں بھی اسی قسم کی پیش کی جاتی ہیں۔ جن میں سے حسب ذیل تین باتیں نکالتے ہیں (۱) حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ جو ہوگا دجال ہوگا۔

(۲) آپکے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں۔

(۳) آپکے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپنے فرمایا ہے لا نبی بعدی

اس کے جواب کے لئے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دجالوں کی تعداد معین کر دی ہے۔ اور اسبات کی بجائے خود ایک دلیل ہے۔ کہ ضرور کوئی نبی بھی ہوگا۔ ورنہ آپکو یہ ضرورت کیوں پیش آئی کہ آپ تعداد کی تعیین کرتے۔ صرف اتنا ہی کہنا کافی ہوتا۔ کہ میرے بعد سب دجال ہوں گے۔ تعداد کو معین کر دینا بتلاتا ہے۔ کہ یقیناً کوئی نبی بھی ہوگا۔ اور اس طرح اپنی امت کو غلط فہمی سے بچایا۔ کہ دیکھنا کہیں ہر ایک کو دجال نہ سمجھ لینا۔ دجال ہوں گے۔ اور ضرور ہوں گے۔ لیکن معین تعداد میں ہر ایک دعوئی نبوت کرنے والا دجال نہ ہوگا۔ انجیل متی باب ۲۴ آیت ۱۱ میں لکھا ہے۔ "بہت سارے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتوں کو گمراہ کریں گے۔" اگر عیسائی صاحبان اس انجیلی فرمان کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا کہیں۔ تو ہمارے غیر احمدی دوستوں کے پاس اسبات کا کیا جواب ہوگا۔ پس اصل مطلب اس کا وہی ہے۔ جو میں لکھ آیا ہوں۔ اور وہی مطلب اس انجیل کے قول کا بھی ہے۔

حضرت عائشہؓ کی تشریح

اس کے بعد دوسرا نتیجہ اس حدیث سے ہمارے دوستوں نے یہ نکالا ہے۔ کہ چونکہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اس لئے آپکے بعد کوئی نبی نہیں اس کے متعلق میں اچھی طرح وضاحت کر چکا ہوں۔ لیکن مزید ایک بات کہتا ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو جب ان خیالات کا علم ہوا۔ کہ لوگ اس آیت کو سلسلہ نبوت کے بند کرنے کا باعث سمجھ رہے ہیں۔ اور خاتم النبیین کے الفاظ سلسلہ نبوت کے جاری رہنے کے لئے مانع قرار دیتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ "قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ (تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

علاوہ ازیں مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے بھی تحذیر الناس صفحہ ۲۸ پر تحریر فرمایا "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو۔ تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔" پس خاتم النبیین کو سلسلہ نبوت کے مسدود کرنیکا باعث قرار دینا محض کم عقلی اور نادانی ہے۔

تیسرا نتیجہ جو اس حدیث اور اسی قسم کی دیگر احادیث سے نکالا جاتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ چونکہ رسول کریمؐ نے فرمایا۔ لا نبی بعدی اس لئے آپکے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔" لیکن یہ بھی صحیح نہیں۔ اس لئے کہ اول تو اس قسم کی احادیث کا حصہ اول خود اس نتیجہ کی تردید کر رہا ہے۔ جیسا کہ میں نتیجہ اول کے ضمن میں لکھ آیا ہوں۔ دوم یہ کہ لا نبی بعدی کے معنے حل کرنیکے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم آنحضرت صلعم کے ارشادات میں سے اور دوسری احادیث جن میں اس قسم کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ان کی مدد سے اسکے معنے کریں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہٗ واذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہٗ (بخاری) یعنی جب خسرو پرویز کسریٰ ایران ہلاک ہوگا۔ تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔ اور جب قیصر روم ہلاک ہوگا۔ تو اس کے بعد دوسرا قیصر روم نہ ہوگا۔ اس میں کسریٰ کے بعد جس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہلاک ہونیکی پیشگوئی فرمائی شیرویہ کسریٰ ایران ہوا۔ اسی طرح قیصر بھی ہوتے رہے۔ پس آنحضرتؐ کے اس فرمان کے یہ معنی ہوئے۔ کہ جب خسرو پرویز کسریٰ ایران ہلاک ہوگا اور قیصر ہلاک ہوگا۔ تو ایران اور روم میں اس شان و شوکت کا کسریٰ اور قیصر نہیں ہوگا۔ چنانچہ فتح الباری شرح بخاری میں انہی معنوں کی تائید ہے۔ "فلا قیصر بعدہٗ یملک مثل ما یملک" پس یہاں نفی مطلق مطلقاً قطعاً غلط ہے اسی طرح لا نبی بعدی میں بھی نفی مطلق یقیناً درست نہیں۔ بلکہ جسطرح فلا قیصر بعدہٗ میں نفی کمال ہے۔ یہاں بھی نفی کمال مراد ہے۔ یعنی آنحضرتؐ کے بعد نبی تو ہونگے لیکن آپ جیسی شان و شوکت کے نہ ہونگے۔ اور اس میں کسی کو ذرہ بھر بھی کلام نہیں۔ خود حضرت مرزا صاحب جو اس زمانہ میں مدعی نبوت ہیں فرماتے ہیں

دگر استاد را نامے ندانم ٭ کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم ٭ یک قطرۂ زبحر کمال محمدؐ است

پس ان احادیث اور قرآن کریم کی آیات کا جن سے سلسلہ نبوت کو مسدود سمجھا جاتا ہے حقیقت میں یہی مطلب ہے۔ جو بیان کیا گیا۔

ایک نبی کا انتظار

آخر میں عرض کر دینا غیر مناسب نہ ہوگا۔ کہ خود غیر احمدی دوست بھی ایک نبی کی آمد کے منتظر ہیں۔ پس اگر ان احادیث یا قرآن کریم کی خاتم النبیین کی آیت سے سلسلہ نبوت مسدود ہے۔ تو پھر وہ ایک پرانے نبی کے انتظار میں

تاریخ اسلام

غزوۂ تبوک

(۱)

مرتدین اور باغیوں کا قلع قمع

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد ارتداد اور بغاوت کا جو فتنہ اٹھا۔ اس کا ذکر گذشتہ پرچوں میں کیا جا چکا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عزم و استقلال اور معاملہ فہمی نیز صحابہ کرام کی جانثاریوں اور جانبازیوں کے طفیل جب یہ فتنہ فرو ہو چکا۔ تو آپ نے سرحدی علاقوں کی اصلاح کی طرف توجہ منعطف فرمائی

سرحدی استحکامات کی اہمیت

ملکی سیاسیات اور اصول جہانبانی سے واقف لوگ سرحدوں پر قیام امن کی اہمیت کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں جب تک کسی مملکت کی سرحدات پر امن وامان نہ ہو۔ کسی حکومت کے لئے اندرونی انتظام سخت مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے حکومت ہند آئے دن سرحدی استحکامات کے لئے اس قدر گراں بہا رقوم خرچ کرتی رہتی ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ کروڑہا روپیہ ایک معمولی سے رقبہ میں امن قائم رکھنے کے لئے صرف کر دیا جاتا ہے ؞

شامیوں کی فتنہ انگیزیاں

اسلامی سلطنت کی مشرقی سرحد پر شاہ فارس اور شمال مغربی سرحد پر رومیوں کی حکومت تھی۔ اور سیریا یعنے شام بھی شاہ روم کے زیر نگین تھا۔ ان علاقوں کی سرحدی اقوام ہمیشہ اسلامی حدود میں مداخلت کر کے لوٹ مار کرتی رہتی تھیں۔ اور کوئی نہ کوئی ہلچل مچائے رکھتی تھیں انہوں نے مسلمانوں کی حفاظت میں آئی ہوئی قوموں کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔

جنگ موتہ

اس کے علاوہ جیسا کہ گذشتہ مضامین میں بیان کیا جا چکا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب مختلف شاہان زمن کے پاس دعوت اسلام کے لئے سفراء روانہ فرمائے۔ تو ایک سفیر بنی غسان کے پاس بھی روانہ کیا تھا۔ جو سرحد شام پر آباد تھے لیکن انہوں نے بین الاقوامی اصول کے خلاف اس سفیر کو شہید کر ڈالا جس کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت زید بن حارث کی سرکردگی میں ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر روانہ کیا۔ اور موتہ کے مقام پر رومیوں سے اس کا سخت مقابلہ ہوا۔ جس میں رومیوں کو شکست ہوئی تھی ؞

غزوۂ تبوک

یہ بھی پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ کہ یہ خبر ملنے پر کہ رومیوں کا ایک لشکر سرحد عرب پر حملہ آور ہونے کے لئے جمع ہو رہا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ

صحابہ کرام کو لے کر تبوک کے مقام پر جا پہنچے تھے۔ لیکن دشمنوں کو مقابلہ پر آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اور آپ کامل دو ماہ تک وہاں قیام کرنے کے بعد واپس تشریف لے آئے۔ یہ آخری جنگی مہم تھی۔ جو حضور علیہ السلام نے مرتب فرمائی

لشکر کی فراہمی

غرضیکہ مسلمانوں کو ان سرحدی حکومتوں سے ہر وقت خطرہ لگا رہتا تھا۔ اور وہ آئے دن امن میں خلل انداز ہو کر تکالیف پہنچاتی رہتی تھیں اندریں حالات اس طرف توجہ نہایت ضروری تھی۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین اور باغیوں سے نپٹنے کے بعد اولین فرصت میں اس کا اہتمام فرمایا۔ اور ایک لشکر بھیجنے کی تجویز کی جس میں شمولیت کے لئے قبائل پورے شوق کے ساتھ حاضر ہونے شروع ہو گئے۔ اور مدینہ کے باہر ڈیرے لگا دیئے۔

اسلامی فوج کی روانگی

کچھ عرصہ تک وہاں ٹھہرنے کے بعد جب انہیں چارہ وغیرہ کی تکلیف محسوس ہونے لگی۔ تو ان کے سردار ایک وفد کی صورت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اور عرض کیا۔ کہ ہمیں جہاد پر جانے کا ارشاد فرمایا جائے۔ اس پر حضرت خلیفہ اول چھاؤنی میں تشریف لے گئے۔ لشکر کا معائنہ فرمایا۔ اور ایک ہزار جوانوں کا دستہ منتخب کر کے یزید ابن ابوسفیان کو ان کا افسر مقرر کیا۔ اس کے بعد ایک ہزار کا دستہ اور مرتب کر کے عرب کے نامی شجاع اور پہلوان ربیعہ بن عامر کو اس کا افسر مقرر کیا۔ لیکن لشکر کا سپہ سالار حضرت یزید بن ابوسفیان ہی کو مقرر فرمایا۔ اور انہیں نصیحت کی کہ حضرت ربیعہ بن عامر کی پوزیشن کا لحاظ رکھیں۔ اور ہر کام میں ان سے مشورہ کر لیا کریں۔ اس کے بعد کوچ کا حکم دیا۔ اور خود مدینہ سے باہر تک ساتھ تشریف لے گئے۔ دعا فرمائی۔ اور جنگ کے متعلق ضروری اور بیش قیمت ہدایات دیکر واپس تشریف لے آئے۔

مجاہدین کا یہ گروہ بلا روک ٹوک تبوک کے مقام پر پہنچ کر خیمہ زن ہو گیا ؞

شامی افواج کی آمد

شاہ روم کے مخبروں نے جب اسے اطلاع دی۔ کہ اسلامی لشکر بڑھ رہا ہے۔ تو اس نے بھی آٹھ ہزار فوج معہ سامان جنگ تیار کر کے بڑے بڑے شجاع اور جنگجو افسروں کی ماتحتی میں روانہ کر دی۔ کہ مسلمانوں کا اپنی حدود سے باہر ہی مقابلہ کر کے انہیں لوٹا دیا جائے۔ مسلمانوں کو آئے ہوئے ابھی تین دن ہی ہوئے تھے۔ کہ رومیوں نے بھی آکر تھوڑے فاصلہ پر قیام کیا۔ اور اسلامی سپاہ کا اندازہ کرنے کے لئے اپنے جاسوس روانہ کئے۔ یزید بن ابوسفیان نے ربیعہ بن عامر کے ایک ہزار سپاہیوں کو کمین گاہ میں چھپا دیا تھا۔ اور اس طرح جاسوسوں نے جا کر صرف ایک ہزار تعداد بتائی۔ جس پر رومی بہت خوش ہوئے۔ اور تمام مسلمانوں کو قتل کرنیکے بعد عرب پر حملہ کر کے نعوذ باللہ کعبہ کو ڈھا دینے کے خواب دیکھنے لگے۔

مسلمانوں کی فتح

صبح ہوئی۔ تو حضرت یزید بن ابوسفیان نے صرف اپنے دستہ کو آراستہ کر کے میدان میں لا کھڑا کیا۔ اہل شام بھی آئے۔ اور مقابلہ شروع ہو گیا۔ نہایت زور و شور کے ساتھ جنگ شروع ہو گئی۔ مسلمان بڑھ بڑھ کر داد شجاعت دے رہے تھے۔ لیکن دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ اور پھر اس کے سپاہی مسلمانوں سے زیادہ جنگی تربیت یافتہ اور باقاعدگی کے ساتھ لڑنے والے تھے۔ انہیں اپنی کامیابی کا یقین تھا۔ کہ اچانک ربیعہ بن عامر اپنی کمین گاہ سے نکل کر حملہ آور ہوئے۔ جس سے دشمن کے چھکے چھوٹ گئے۔ اور اس کے پاؤں اکھڑنے لگے۔ ربیعہ بن عامر جنگ کرتے ہوئے عین سپاہ سالار باطلیق کے مقابل پہنچ گئے۔ جو رومیوں میں نامور شجاع سمجھا جاتا تھا۔ اور ایسا تاک کر نیزہ مارا۔ کہ وہ گھوڑے سے نیچے آ رہا۔ اس کے بعد ایسے زور سے تلوار چلائی۔ کہ رومی تاب مقاومت نہ رکھتے ہوئے بھاگ نکلے۔ اور اللہ تعالے کے فضل سے مسلمانوں کو شاندار فتح حاصل ہوئی۔

فریقین کا نقصان جان

لکھا ہے۔ اس جنگ میں رومی فوج کے دو ہزار دو سو آدمی کام آئے اور اسلامی لشکر میں سے صرف ایک سو بیس شہید ہوئے۔ حضرت یزید حضرت ربیعہ بغلگیر ہوئے۔ اور ان کے زبردست حملہ کی پرزور الفاظ میں داد دی۔ شہداء کی لاشوں کو جمع کر کے نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اور انہیں دفن کر دیا گیا۔

شامیوں کا مقابلہ سے گریز

دوسرے دن مسلمان پھر مقابلہ کے لئے تیار تھے۔ لیکن رومی فوج چونکہ مسلمانوں کی شمشیر زنی اور جانبازی کا مشاہدہ کر چکی تھی۔ اس لئے اس کے سرداروں کو یقین تھا۔ کہ مسلمانوں پر غالب آنا آسان کام نہیں صبح کو جب میدان میں جانے کا وقت آیا۔ تو رومی فوج کے سرداروں نے مشورت کی۔ کہ تلوار کے زور سے عربوں کو مغلوب کرنا تو نہایت مشکل ہے اس لئے کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیئے۔ کہ شکست کی ذلت اٹھائے بغیر ان سے نجات حاصل ہو جائے۔

شامیوں کی فریب کاری

اس پر انہوں نے جنگ سے بچنے کے لئے کئی تجاویز کیں لیکن مسلمانوں نے ان کے ہر قسم کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ ان بزدلوں نے گفتگوئے مصالحت کے بہانہ سے حضرت ربیعہ بن عامر کو اپنے کیمپ میں بلایا۔ لیکن بعد میں ان کی جان لینے کی کوشش کی۔ مگر اس جوانمرد مجاہد نے ان کے تمام مکائد کو ناکام کر دیا۔ اور نہایت بہادری کے ساتھ ساری رومی فوج کا مقابلہ کر کے ان کے دانت کھٹے کر دیئے۔ اور ان پر ثابت کر دیا۔ کہ مسلمانوں کو نہ تو اپنی کثرت پر ناز ہے۔ اور نہ ہی وہ دشمن کی کثرت سے گھبراتا۔ اور اپنی قلت سے خوف کھاتا ہے۔ بلکہ محض اللہ تعالےٰ کی نصرت سے فتح حاصل کرتا ہے۔ یہ تمام تفاصیل انشاء اللہ آئندہ قسط میں بیان کی جائیں گی ؞

تحقیق الادیان

عقیدہ تناسخ کا بودا پن

ہندوؤں کے معتقدات میں تناسخ کا عقیدہ نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ جس کی تشریح یہ کی جاتی ہے کہ چونکہ انسانوں میں اختلاف نظر آتا ہے کوئی غریب ہے اور کوئی امیر کوئی عقلمند ہے اور کوئی بے وقوف کوئی بدصورت ہے۔ اور کوئی خوبصورت۔ اس لئے اختلاف کی وجہ گذشتہ جونوں کے اعمال ہیں۔ انہی کی بنا پر انسانوں میں مختلف قسم کے حالات پائے جاتے ہیں

پہلا اعتراض

اس کے متعلق پہلا اعتراض یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ تفاوت اور اختلاف کسی اور جنم کے گناہوں کا سبب نہیں بلکہ گناہ تفاوت اور اختلاف سے پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً جب کسی کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جو دوسرے کے پاس ہو تو بسا اوقات وہ حسد اور لالچ میں مبتلا ہو کر جرم کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ پس گناہوں کی وجہ اختلاف مراتب تو ہو سکتی ہے لیکن اختلاف مراتب گناہوں کی وجہ سے نہیں ہو سکتا۔ اگر اس وقت کا اختلاف جو نوع انسان میں دکھائی دیتا ہے کسی وقت نہیں تھا۔ اور تمام لوگ ایک سی شکل ایک سی عقل ایک سا مال اور ایک سی عزت غرض ہر چیز مساوی رکھتے تھے۔ تو سوال یہ ہے کہ اس وقت ان سے گناہ کیونکر صادر ہوا۔ اور اس وقت ان میں کسی کے خلاف جوش اور غصہ کیونکر پیدا ہو سکتا تھا۔ جب یہ نہیں ہو سکتا تھا اور اس وقت گناہوں کا وجود ثابت نہ ہو سکا۔ تو موجودہ دور عالم کو گذشتہ کرموں کا ظہور بتانا بھی صحیح نہ رہا۔

دوسرا اعتراض

تناسخ پر دوسرا اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ اگر اس عقیدہ کو درست تسلیم کر لیا جائے تو ماننا پڑیگا کہ جس قدر تکالیف انسان کو دنیا میں پہنچتی ہیں وہ سب پچھلے اعمال کی سزا ہے۔ اس طرح یہ بھی تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ جس قدر کوئی زیادہ سکھ اور آرام میں ہو اتنا ہی وہ پچھلے جنم میں نیک تھا اور جس قدر زیادہ کسی کو اس جہان میں تکالیف پہنچیں اسی قدر وہ پچھلے جنم میں گنہگار اور پاپی تھا۔ لیکن جب یہ دیکھا جائے۔ کہ وہ انسان جن کو ہر مذہب کے لوگ اعلیٰ پایہ کے نیک انسان قرار دیتے ہیں۔ بلکہ ان کی نیکی کو دیکھ کر انہیں خدا کا اوتار قرار دیتے ہیں۔ ان پر بھی تکالیف آئیں۔ تو یہ باطل باطل نظر آتا ہے۔

تیسرا اعتراض

ایک اور اعتراض اس مسئلہ پر یہ وارد ہوتا ہے کہ جب حیوانات میں بھی انسانی روحیں ہی بطور سزا ڈالی جاتی ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ہندو صاحبان گائیوں کے ذبح ہونے کے خلاف شور مچاتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس وجہ سے مسلمانوں کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے جب بعض روحوں کے اعمال یہ تقاضا کرتے ہیں کہ انہیں بطور سزا گائے کی جون میں ڈالا جائے۔ تو اول تو کسی شخص کو ایسی قدرت ہی حاصل نہیں ہونی چاہیئے کہ وہ ان کو سزا سے بچا سکے۔ لیکن جب کوئی پرمیشور کی اس مشیت میں حائل ہو جائے۔ تو چاہیئے کہ وہ روحیں پھر جلد سے جلد گائیوں کی جون اختیار کریں۔ اور ہندوؤں کے لئے کوئی وجہ شکایت نہ رہے۔ کیا ہندو صاحبان اپنے تناسخ کے عقیدہ کے اس پہلو کو پیش نظر رکھ کر گائے کشی میں مزاحم ہونے سے باز آجائیں گے۔

چوتھا اعتراض

تناسخ پر ایک اور اعتراض یہ واقع ہوتا ہے۔ کہ علم سائنس کی تحقیقات یہ ہیں کہ دنیا میں پہلے ادنیٰ جانور بنے پھر ان سے اعلیٰ اور پھر انسان بنا۔ گویا پیدائش عالم میں ایک ارتقائی قانون کا سلسلہ جاری رہا۔ اور زمین نے ایک لمبے عرصہ کے بعد آہستہ آہستہ ایسی صورت اختیار کی کہ وہ انسان کی رہائش کے قابل ہو گئی لیکن اس سے تناسخ کا عقیدہ باطل ہو جاتا ہے کیونکہ سائنس یہ کہتی ہے۔ کہ پہلے جانور پیدا ہوئے اور پھر انسان۔ اب اگر تناسخ کا عقیدہ درست تسلیم کیا جائے تو ماننا پڑیگا کہ ایشور نے مکتی خانہ سے تمام انسانی روحوں کو نکال کر یکدم جانوروں کی شکل میں تبدیل کر دیا اور یہ سراسر ظلم ہے۔ کیونکہ جب انہوں نے کوئی برا عمل کیا ہی نہیں تھا۔ تو انہیں حیوانات کی جون میں کیوں ڈالا گیا۔

پانچواں اعتراض

ایک اور اعتراض تناسخ پر یہ واقع ہوتا ہے۔ کہ بعض جانور ایسے ہیں جو دنیا سے مفقود ہوتے جاتے ہیں اور بعضوں کی تعداد میں معتدبہ کمی واقع ہو گئی ہے۔ اگر تناسخ صحیح ہے تو یہ کہنا پڑیگا۔ کہ بعض گناہ دنیا سے مٹ گئے ہیں حالانکہ یہ درست نہیں۔ پس اس سے بھی ثابت ہے کہ تناسخ کا عقیدہ بالکل نادرست ہے۔

چھٹا اعتراض

تناسخ پر ایک اور اعتراض یہ وارد ہوتا ہے۔ کہ تناسخی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ دنیا ایک عذاب کا مقام ہے اور اس سے چھٹ جانا نجات ہے مگر تناسخی اپنے عزیزوں کے مرنے پر روتے پیٹتے ہیں۔ حالانکہ تناسخ کے لحاظ سے انہیں خوش ہونا چاہیئے کہ ان کے کسی عزیز کو سزا سے نجات مل گئی۔

ساتواں اعتراض

ایک اعتراض اس مسئلہ پر یہ وارد ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے نزدیک روح کا اس جسم میں آنا سزا ہے اور اس جسم سے اس کے چھٹنے کا نام نجات ہے لیکن باوجود اس کے ہندو اولاد کی خواہش رکھتے اور شادیاں کرتے ہیں بلکہ آریہ سماج کے بانی نے تو یہاں تک لکھدیا ہے کہ اگر کسی کے ہاں اولاد نہ ہو۔ تو وہ گیارہ تک غیر مردوں سے اپنی عورت کو اولاد حاصل کرائے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ جیو کا اس جہان میں آنا سزا کا موجب سمجھکر پھر بھی وہ اس امر کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ روحوں کو قید میں ڈالیں اور سزا دلائیں۔

تناسخ کی بنیاد شک و شبہ پر ہے

دراصل تناسخ کا عقیدہ نہایت بیہودہ ہے اور اس کی ساری عمارت کی بنیاد شک و شبہ پر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک دفعہ اسی موضوع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

"ہر مسئلہ کی بنیاد علم پر ہوتی ہے مگر تناسخ کا مسئلہ ایسا ہے جو شک سے پیدا ہوتا ہے اور اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی شخص رات کو کہیں جا رہا ہو۔ ایک اور شخص اسے دیکھے اور کہے کہ چونکہ یہ رات کو گلیوں میں جا رہا ہے اور رات کو گلی میں پھرنے کی کوئی وجہ ہونی چاہیئے اس لئے یہ ضرور چور ہے مگر یہ خیال اس کا شک ہوگا ممکن ہے کہ وہ چور ہو اور ممکن ہے کہ وہ کسی ضروری کام کے لئے جا رہا ہو مثلاً کوئی گھر میں بیمار ہو اور یہ ڈاکٹر کو بلانے جا رہا ہو یا ریل کا وقت ہو اور یہ گاڑی میں سوار ہونے جاتا ہو یا مثلاً کوئی شخص ایک وسیع مکان بنانے لگے اور ایک شخص آکر دیکھے اور کہے چونکہ یہ بہت بڑا مکان بنا رہا ہے اور اس کے گھر کے آدمی اتنے نہیں ہیں جن کے لئے اتنے وسیع مکان کی ضرورت ہو اور ایسا مکان بنانے کی کوئی وجہ ہونی چاہیئے جو یہ ہے کہ یہ شخص منصوبہ باز ہے اس جگہ اس کے ساتھی جو اس کے ساتھ سازش میں شریک ہیں جمع ہوا کریں گے۔ اور یہ سمجھکر اسے گرفتار کرانے کی کوشش کرے تناسخ کے ماننے والوں کا طریق بالکل اسی کے مشابہ ہے وہ کہتے ہیں انسانوں کی حالتوں میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اس کی کوئی وجہ ہونا چاہیئے اس کے بعد آپ ہی آپ اس کی یہ وجہ گھڑ لیتے ہیں کہ پچھلی جون میں جیسے کام کرتے تھے ویسے ہی آج ان کو بدلے ملتے ہیں × × × تناسخ کو ثابت کرنے کے لئے صرف یہ ثابت کر دینا کافی نہیں کہ انسانوں کے اختلافات کی کوئی وجہ ہونی چاہیئے۔ بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ثابت کیا جائے کہ تناسخ ہی اس کی وجہ ہے" (نجات صفحہ ۱۰۳)

مراسلات

آئندہ یوم النبیؐ کے پروگرام کی تفصیل

مسلمان اتحاد و اتفاق کا شاندار مظاہرہ کریں

یوم النبیؐ کے انعقاد میں صرف چند ہفتے باقی ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہر ایک شہر اور قریہ کے مسلمان تحریک کے مقاصد اور اپنے فرائض کو اچھی طرح سمجھ لیں اور اس کے مطابق ہر جگہ ولولہ انگیز اور پُر جوش تیاریاں شروع کر دیں۔

پیش نظر مقاصد

تحریک کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رحمۃ للعالمینؐ کی ذات پاک میں جس قدر فضیلتیں اور شانیں پیدا کی ہیں۔ وہ خلق خدا پر پوری طرح افشا ہو جائیں کائنات کی تمام قوموں اور زبانوں میں سیرۃ النبیؐ کی اشاعت ہو ایسی عالمگیر اشاعت جس سے زمین کے گوشہ گوشہ میں ورفعنالک ذکرک کے ڈنکے بج جائیں اغیار سیاہ باطن کی الزام تراشیاں محو ہو جائیں اور نبیؐ امی کا حسن معصوم اس طرح نکھر پڑے کہ کائنات عالم میں آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کی حقیقی حیثیت اور شان آفتاب عالمتاب کی طرح نمایاں نظر آئے۔

اتحاد اسلام اور اتحاد انسانیت

تحریک یوم النبیؐ کے فرائض کی دو شاخیں ہیں ایک اتحاد اسلام اور دوسری اتحاد انسانیت جہاں تک اسلام کے اندرونی نظام کا تعلق ہے فرزندان امت کا فرض ہوگا کہ وہ اس تقریب کو اس طرح منائیں کہ اس سے اسلام کی عالمگیر مشکلات ... اور رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں اتحاد اسلام نظام امت اور احیاء دین کی راہیں کھلیں اور تمام کائنات کے مسلمان مذہبی اور سیاسی تفریقوں اور قومی اور وطنی تمیزوں اور تنگ نظریوں سے نکل کر حضرت رحمۃ للعالمینؐ کی یاد میں ایک دن اور ایک وقت علم اسلام کے نیچے جمع ہوں اور اپنی اور اسلام کی موجودہ حالت پر غور کریں۔

اسی دن کائنات عالم کے مسلمانوں کی طرف سے ہر ایک شہر اور قریہ میں اقوام عالم کو دعوت اتحاد دی جائے اور رنگ و نسل اور وطنیت و قومیت کی تفریقوں اور سیاسی اور اقتصادی نزاعوں میں ڈوبی ہوئی انسانیت کو اسلام کی روح سے آشنا کیا جائے اور اتحاد و اخوت اور امن و ترقی کا وہ راستہ دکھلایا جائے جو محمد عربیؐ کی نبوت کا منتہائے مقصود ہے۔

اشاعت صدائے اسلام

عملی پروگرام کے سلسلے میں مسلمانوں کا پہلا فرض یہ ہے کہ یوم النبیؐ کی آواز کی اشاعت کریں اور اس میں کسی نوع کے بخل۔ کوتاہی تنگی اور کاہلی کو دخل نہ دیں شہروں کے مسلمان اس آواز کو قصبوں تک لے جائیں اور قصبوں والے دیہات تک پہنچائیں اور اشتہاروں اعلانوں منادیوں خطبوں اور تقریروں کے ذریعہ اس حد تک کام کریں کہ کوئی مسلم اور غیر مسلم اس آواز سے ناآشنا نہ رہے ہر ایک مسلمان پیغام رسولؐ کی اشاعت کے لئے خدمت و ایثار پر آمادہ ہو جائے اور ہر ایک غیر مسلم اشتراک عمل اور اتحاد و تعاون کے لئے مستعد نظر آئے۔

عالمگیر تبلیغی مظاہرے

اس دن ہر جگہ بڑے سے بڑے پیمانے پر اسلامی اتحاد و غیرت کے مظاہرے کئے جائیں ایسے مظاہرے جو سرورِ کائناتؐ کی رفعت قدر کے شایان شان ہوں اور جنہیں دنیا محسوس کر سکے اس دن ہر ایک شہر کے مسلمان "ایک نبیؐ اور ایک امت" کا نظارہ پیش کریں تمام کلمہ گو ایک ہو جائیں وہ شیعہ ہوں کہ سنی مقلد ہوں کہ غیر مقلد احمدی ہوں کہ غیر احمدی ہوں کانگرسی ہوں کہ غیر کانگرسی تمام مذہبی سیاسی ذاتی اور خاندانی جھگڑے اور رقابتیں بالائے طاق رکھ کر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام و اجلال کے صدقہ میں ایک متحدہ محاذ پیش کیا جائے مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ غیر مسلم لوگ انہی مظاہروں کی عظمت و شوکت سے اندازہ لگائیں گے کہ امت مسلمہ کے دل میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کس قدر عزت و عقیدت موجود ہے! پس ضروری ہے کہ یوم النبیؐ کے جلوس میں مسلمانوں ہی کو نہیں بلکہ غیر مسلموں کو بھی اخوت و مساوات کے جھنڈے تلے جمع کر دینے والے ہوں اور اس قدر عظیم الشان ہوں کہ دنیا کی ہر ایک زندہ اور موجودہ شئے ان کی عظمت سے اسلام کی صداقت مسلمانوں کی اخوت اور حضرت رحمۃ للعالمینؐ کی جاہ و جلال کی پائیداریوں کا اندازہ کر سکے۔

سیرۃ نبویؐ کے جلسے

تحریک کا اہم ترین حصہ اشاعت سیرت کے جلسے ہیں ان جلسوں کے ذریعہ سے تمام اقوام عالم میں حضرت خاتم المرسلین کے عظیم الشان اخلاق اور ہمہ گیر ہدایت کی نمائندگی کی جائے اور اسلام و قرآن کی طرف سے تمام انسانوں کو وہ گورے ہوں کہ کالے حاکم ہوں کہ محکوم عربی ہوں کہ عجمی مسلم ہوں کہ غیر مسلم برہمن ہوں کہ اچھوت اتحاد کی دعوت دی جائے ہر ایک مقام کے جلسے ایک عظیم الشان شاہی دربار کی صورت میں ہوں۔ جن میں ہندو اور مسلمان سکھ اور عیسائی پارسی اور اچھوت حاکم اور محکوم بغیر کسی امتیاز اور تفریق کے محبت اور اخوت کے پلیٹ فارم پر دوش بدوش بیٹھیں اور اپنی اپنی زبانوں اور بولیوں میں مساوات کے دعوئی سے دنیا کی اس عظیم ترین تاریخی شخصیت کو خراج تحسین ادا کریں جو اس کائنات انسانی کے عدل و قانون اخلاق و روحانیت علوم و فنون اور تہذیب و تمدن کا سب سے بڑا محسن ہے۔

تقریر سیرت کی مفت تقسیم

اس سال سیرت کی تین تقریریں شائع کی جا رہی ہیں (۱) مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کی تقریر۔ یہ تقریر دنیائے اسلام کے لئے مخصوص اور دنیائے اسلام کی ۱۷ زبانوں میں شائع کی جا رہی ہے (۲) علامہ سید رشید رضا مصری کی تقریر۔ یہ مشرقی ممالک کے غیر مسلموں کے لئے مخصوص ہے اور انہی کی دس زبانوں میں شائع کی جا رہی ہے (۳) ڈاکٹر حمید مارقوس پی ایچ ڈی جرمنی کی تقریر یہ یورپین اقوام کے لئے مخصوص ہے اور اس کا عنوان ہے۔ "محمد عربی کا پیغام اہل یورپ کے نام" یہ تقریر صرف یورپین زبانوں میں شائع کی گئی ہے۔

اس قدر وسیع اور عالمگیر انتظامات اور غیر معمولی کوشش و جانفشانی کا مقصد بالکل واضح ہے ہندوستان مصر اور جرمنی کے بہترین علماء کے نتائج افکار کی اشاعت ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم دنیا کی مہذب اور تعلیمیافتہ مخلوق کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق بہترین معلومات بہم پہنچائیں اب یہ فریضہ مسلمانوں ان کی انجمنوں اور ان کے علماء و امراء پر عائد ہوتا ہے کہ وہ یہ تقریریں منگوائیں اور یوم النبیؐ کی تقریب پر اس وسعت و کثرت سے مفت تقسیم کریں کہ کوئی تعلیمیافتہ مرد اور عورت نبی الرحمۃ کے پیغام سے بے خبر نہ رہے۔ (۱) اردو تقریروں کا ہدیہ ۵۰ روپیہ فی ہزار (ایک روپیہ کی ۲۰ کتب) ہے (۲) عربی انگریزی جرمنی ہندی گورمکھی تقریروں کا ۷۵ فی ہزار (ایک روپیہ کی ۱۰ کتب) مقرر کیا گیا ہے دوسری اور تیسری تقریر بہت زیادہ مفصل اور مبسوط ہے اس دفعہ اردو کے سوا دوسری زبانوں کی تقریروں کی طباعت اور اشاعت اور کاغذ کا معیار حسب مراتب بہت زیادہ بلند کیا گیا ہے

بدعات سے بچو

تحریک یوم النبیؐ ایک علمی تاریخی اور بین الاقوامی تحریک ہے اس لئے یہ بیحد ضروری ہے کہ اسے جہالت و بے علمی کی یورش سے محفوظ رکھا

ڈیروال کے متعلق اخبار تنظیم اہلحدیث کی غلط بیانی

یکم جون کے اخبار تنظیم اہلحدیث میں "مرزائیوں کو شکست فاش" کے عنوان سے موضع ڈیروال کے ایک نامہ نگار کی طرف سے دروغ بافی کی گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ڈیروال افغاناں میں خاکسار کے زیر اہتمام جماعت احمدیہ کا تبلیغی جلسہ ہوا۔ جلسہ سے دو تین دن پہلے ڈیروال راجپوتاں کے چند معززین سے یہ سمجھوتہ ہوا۔ کہ ہمارے مبلغ جلسہ میں علی الاعلان کسی فرقہ کو چیلنج مناظرہ نہ دیں۔ اسلام کے مختلف فرقوں کے باہمی اتحاد کے پیش نظر خاکسار نے اس شرط کو قبول کر لیا۔ اور اپنے لیکچراروں کو اس کا پابند رکھا۔ لیکن اہلحدیث کے مقامی علماء نے اپنا جلسہ کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لغو اعتراض کرنے کے علاوہ مناظرہ کا زبانی چیلنج دیکر جلسہ کے بعد اس بات پر مصر ہوئے کہ تحریری چیلنج احمدیوں کی طرف سے ہو۔ خاکسار نے اپنے معاہدہ کے پیش نظر ڈیروال راجپوتاں کے معززین کے پاس جا کر ان علماء کے چیلنج دینے کا ذکر کیا۔ اس پر انہوں نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ اگر مولوی صاحب آپ کو چیلنج دیتے ہیں۔ یا چیلنج دینے پر مجبور کرتے ہیں۔ تو ہمیں کوئی شکایت نہیں ہوگی۔ اسی اثنا میں مولوی عبد المجید صاحب ہزاروی آگئے اور خاکسار نے وفات عیسےٰ علیہ السلام اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر مناظرہ کا چیلنج لیا۔ حاجی نتھے خان صاحب نے ان کی ذمہ داری کا تحریری اقرار نامہ دے دیا۔ اور شام کے ۸ و ۹ بجے مناظرہ ہونا قرار پایا خاکسار نے واپس آکر اپنے مبلغین کو اطلاع دی۔ اور چوہدری غلام محمد خان صاحب جلیا کر دیا تی سطہ ہوا تھا۔ شام کے ۸ بجے ڈیروال راجپوتاں علمائے اہلحدیث کے ساتھ شرائط مناظرہ طے کرنے کے لئے گئے۔ اور ہمارے علمائے کرام مع تمام جماعت کے مقام مناظرہ پر کھانا کھانے کے بعد پہنچ گئے۔ تصفیہ شرائط کے وقت مولوی عبد المجید صاحب ہزاروی نے یہ کہدیا۔ کہ ہم وفات مسیح پر مناظرہ نہیں کریں گے اس وقت ہمارا اصل لبہ یہ تھا۔ کہ جب وفات مسیح پر مناظرہ کا چیلنج قبول کیا جا چکا ہے۔ تو اس سے گریز کیوں کرتے ہو۔ حسب معاہدہ ایک یا ۲ گھنٹے وفات عیسیٰ علیہ السلام اور پھر صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر مناظرہ کریں یہ چیلنج مناظرہ جو طرفین دو گھنٹے پیشتر انہوں نے قبول کیا تھا حاضرین کو دکھانیکا ان سے مطالبہ کیا گیا۔ مگر اس کا یہی جواب دیتے رہے کہ وہ گم ہوگیا ہے۔ جن معززین کے روبرو یہ مناظرہ طے ہوا تھا۔ وہ بھی یہی کہتے۔ کہ اگر وفات مسیح پر مناظرہ کرنا ہے۔ تو کل شام کو ۴ بجے کے بعد کیا جائے۔ جس کی غرض انہوں نے بعد میں اپنی ذاتی شرافت اور صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے یہ بیان فرمائی۔ کہ ہمیں مقامی علماء پر مناظرہ میں کامیاب ہونے کا اعتماد نہیں تھا۔ اور ہم چاہتے تھے کہ امرتسر سے مولوی محمد یوسف صاحب کو منگوا کر مناظرہ کرائیں غرض مولوی عبد المجید صاحب نے کج بحثی میں رات کے گیارہ بجا دیئے۔ اور اکثر حاضرین نے انکی پہلو تہی کو اسی وقت بھانپ لیا ہمارے مناظر بار بار یہی کہتے۔ کہ اب بھی دونوں مسائل پر چیلنج کے مطابق بحث کر لیجئے۔ لیکن وہ قطعاً تیار نہ ہوئے۔ یہ ہے ڈیروال میں احمدیوں کی شکست کی حقیقت ؛ (خاکسار)

(عبد المجید خان احمدی ڈیروال افغاناں)

مسلمانان پونچھ کی حق تلفیوں کی مختصر فہرست

ذیل میں ایک مختصر سی فہرست درج کی جاتی ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ موجودہ وزارت میں مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے :-

(۱) چیف ریونیو افسر کی پوسٹ جو مسلمان افسر کے واسطے مخصوص ہے۔ حکیم شیو رام کو دے رکھی ہے ؛

(۲) سردار دیوان سنگھ کو کامیاب بنانیکے لئے سردار فتح محمد خان سینئر تحصیلدار کو قبل از وقت پنشن پر ریٹائر کر کے سردار دیوان سنگھ کو اسسٹنٹ چیف ریونیو افسر بنا دیا۔

(۳) بابو دولت رام شرما کو تو ولایت سے واپسی پر ۲۵۰ روپیہ ماہوار پر لگایا گیا۔ اور سردار محمد حیات خان صاحب کو ۱۵۰ پر

(۴) بابو دولت رام شرما تو اسسٹنٹ انجینئر سے انجینئر بن گئے۔ مگر سردار محمد حیات آج تک بدستور اسسٹنٹ چیف فارسٹ آفیسر ہیں

(۵) بابو بیلی رام گرد اور باوجود بابو گل محمد سے جونیئر ہونیکے نائب تحصیلدار بنائے گئے۔ بابو گل محمد نے اپیل کی۔ مگر کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔

(۶) خواجہ سیف الدین صاحب بی۔ اے کسٹم افسر کی ٹریننگ پاس کرنیکے باوجود ابھی تک ہیڈ افسر نہیں بنے۔ مگر بابو درگا داس کو جس نے کواپریٹو ڈیپارٹمنٹ کی صرف ٹریننگ حاصل کی۔ اور امتحان پاس نہیں کیا۔ آتے ہی ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ بنا دیا گیا

(۷) خواجہ عبد اللہ صاحب جیسے تجربہ کار اور دیرینہ انسپکٹر کواپریٹو ڈیپارٹمنٹ کے حقوق عمداً تلف کر کے ساہوکارہ پیشہ مہاجن جاتی کے بابو درگا داس کو افسر محکمہ بنایا گیا

(۸) سپرنٹنڈنٹ پولیس کی اسامی بھی مسلمان افسر سے چھین لی گئی ؛

(۹) ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے امتحان ڈیگری میں ایک سال فیل ہونے پر وظیفہ بند کر دیا گیا۔ مگر اس سے قبل ڈاکٹر بھگت رام وغیرہ کے فیل ہونے پر وظیفہ بند نہیں کیا گیا

(۱۰) مسلمان طلباء میں سے سید نور حسن شاہ اور مسٹر نصیر محمد عرصہ دو سال سے وظائف کے لئے ٹکریں مار رہے ہیں۔ مگر شنوائی نہیں ہوتی ادھر تقریباً نصف درجن سے زیادہ ہندو طلباء وظائف پر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک الیکٹریکل انجینئر اور ایک ڈاکٹری کی ولایت میں تعلیم حاصل کر رہا ہے ؛

(۱۱) چیف فارسٹ افسر نے بحیثیت مجسٹریٹ فی مانا مجرم بعمر چالیس سال کے بجائے اس کے نابالغ بھتیجے بعمر بارہ سال کو جیل میں بھیجدیا۔ تقریباً اڑھائی ماہ کی قید کاٹنے کے بعد جب اصلیت معلوم ہوئی۔ تو سوائے کاغذی کارروائی کے آج تک افسر مذکور سے کوئی ظاہری مواخذہ نہیں کیا گیا۔ اگر خدانخواستہ ایسی حرکت کسی مسلمان افسر سے سرزد ہو۔ تو اس کو ملازمت سے برطرف کرنے کے علاوہ کبھی کا جیل میں بھیج دیا گیا ہوتا

(۱۲) منشی رام سنگھ باوجود جونیئر ہونیکے محافظ دفتر بنا بیٹھا ہے۔ اس کے خلاف جوڈیشل کے سینئر ملازموں نے اپیل دائر کر رکھی ہے۔ مگر آج تک کوئی حق رسی نہیں ہوئی۔

(۱۳) جبکہ سب اعلیٰ عہدے ہندوؤں کے قبضہ میں دے رکھے ہیں تو چاہیئے تھا۔ کہ کم از کم چیف جج کی پوسٹ خالی ہونے پر جموں و کشمیر سے کسی مسلمان جج کو منگوایا جاتا مگر ایسا نہیں کیا گیا۔

(۱۴) منشی غلام حسین اہلمد جوڈیشل سنہ ۱۹۷۰ بکرمی سے ملازم ہے۔ اور ۱۵ روپیہ ماہوار تنخواہ لے رہا ہے۔ مگر اس کے بعد بھرتی شدہ منشی جھنڈو رام۔ کلیان سنگھ بھگت رام۔ بھارام۔ امیر چند۔ پربدیال وغیرہ ہندو ملازمین بیس روپیہ سے لیکر تیس روپیہ ماہوار تنخواہیں پا رہے ہیں۔ یہ بیچارہ اپیل پر اپیل کر رہا ہے۔ مگر شنوائی کہاں۔

(۱۵) رام ناتھ جیسے ان ٹرینڈ ماسٹر کو ماسٹر فرمان علی۔ ایف اے جیسے آدمی پر ترجیح دی گئی

(۱۶) منشی کرم الٰہی نے سنہ ۱۹۸۲ بکرمی میں امتحان پٹوار پاس کیا۔ مگر اب تک صرف مسلمان ہونیکی وجہ سے ملازمت حاصل کرنے سے محروم رہا۔ اس کے بعد بلکہ حال ہی کے پاس شدہ ہندو اور سکھ امیدواروں کو بھی ملازمتیں دی گئی ہیں

(۱۷) عید دلی متوفی جمعدار محکمہ مال کی فوتیدگی پر فیروز خان اور عالم شیر سینئر چپڑاسیاں کی موجودگی میں گوکل چند جونیئر چپڑاسی کو جمعدار بنایا گیا

(۱۸) خواجہ سیف الدین ٹرینڈ افسر کی موجودگی میں دیوان بھیم سین کی رخصت پر سپرنٹنڈنٹ کسٹم کا چارج ہندو اکونٹنٹ افسر کو دلایا گیا۔

(۱۹) منشی قائم خان سینئر امیدوار کے حقوق کو نظر انداز کر کے منشی کلیان سنگھ جونیئر امیدوار کو گرداور بنایا گیا

(۲۰) منشی فیض عالم جیسے لمبی سروس والے پٹواری کی اپیلیں وغیرہ دائر ہونیکے باوجود سنت سنگھ اور روپی سنگھ کو محرر جوڈیشل بنایا گیا

(۲۱) منشی محمد اعظم خان سینئر امیدوار کے حقوق تلف کر کے لالہ انجمن داس کو صدر قانون گو بنایا گیا۔

(۲۲) تحصیل سدہنوتی کے نمائندگان کی معروضات کو مسترد کرتے ہوئے ان کے خلاف منشا سردار گورمکھ سنگھ کو وہاں کا تحصیلدار بنایا گیا۔ تا کہ وہ مینڈر کی طرح وہاں بھی فساد ڈلوائے۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس جناب میاں عبدالمجید خانصاحب عدالتی

بہادر کپورتھلہ مورخہ ۳۰ جیٹھ سمت ۸۹

جیل سنگھ ولد فتح سنگھ ذات جٹ سکنہ بھکا لا تحصیل کپورتھلہ مدعی

بنام

مہنگا ولد رام دتا ذات چمار مقروض مدعا علیہ

دعوئی دلا پانے مبلغ /۱۰۰ روپیہ اصل زر معہ سود بروئے تمسک

اشتہار

چونکہ بمقدمہ عنوان صدر مسمی مہنگا مدعا علیہ باوجود اجرائے سمنات عدالت ہذا میں حاضر نہیں ہوتا ہے عدالت ہذا سے گریز دیدہ دانستہ کر رہا ہے۔ اس لئے مدعا علیہ مذکور کو بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۲ ساون ۸۹ مطابق ۱۶ جولائی سنہ ۳۲ء کو اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ نہ کرے گا۔ تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی۔

۳۰ جیٹھ سمت ۸۹ — مہر عدالت

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

بمبئی سے ۱۳ جون کی خبر ہے کہ حملوں کی وارداتیں پھر شروع ہو گئی ہیں۔ ہفتہ و اتوار کو تین اشخاص ہلاک اور دس مجروح ہوئے۔

امپیریل بنک آف انڈیا ملتان سے قریباً دو لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ چوری ہو گیا ہے۔ حالانکہ پہرہ بدستور تھا۔ خیال ہے کہ یہ کارستانی کسی ملازم نے کی ہے۔

دارجلنگ سے ۱۴ جون کی اطلاع ہے کہ چیٹاگانگ کے نواح میں انقلاب پسندوں اور ملٹری میں مقابلہ ہو گیا۔ جس میں ایک انگریز فوجی کپتان اور دو انقلاب پسند ہلاک ہو گئے۔ انقلاب پسندوں سے دو ریوالور اور کچھ بارود بھی پکڑا گیا ہے۔

لکھنؤ میں ۱۴ جون کو دو انقلاب پسند کیننگ باغ میں مصروف گلگشت تھے۔ کہ پولیس کو اطلاع ملی۔ اور اس نے انہیں گرفتار کر لیا۔ ان سے ایک ریوالور ایک ہوائی بندوق اور کچھ بمبیں بنانے کا سامان برآمد ہوا۔ وہ دونو پنجابی ہیں۔ ان میں سے ایک ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور کا طالب علم ہے۔

احمد آباد میں ۱۴ جون کو کانگرسیوں نے پولیٹیکل کانفرنس منعقد کرنے کی کئی بار کوشش کی لیکن پولیس نے ان کی ایک نہ چلنے دی اور شام تک آٹھ سو کانگرسیوں کو گرفتار کر لیا۔

لکھنؤ اور دہلی میں شدت کی گرمی پڑ رہی ہے۔ جس کے باعث شرح اموات میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ ۱۴ جون کی خبر ہے کہ ۲۴ گھنٹوں کے اندر دہلی میں ۱۲۲ اموات ہوئیں۔ جن میں ایک خاصی تعداد ضربت الشمس سے ہلاک ہوئی لکھنؤ میں ۱۶ اشخاص ہلاک ہو چکے ہیں۔ اور کانپور میں ۲۳

لاہور ڈسٹرکٹ کورٹ کے مال خانہ کا انچارج پولیس ہیڈ کنسٹیبل ۱۴ جون سے مفقود الخبر ہے۔ چوریوں کے سلسلہ میں برآمد شدہ ہزارہا روپیہ کا مال اس کی تحویل میں رہا کرتا تھا۔ مرزا عزیز احمد صاحب مجسٹریٹ نے مال خانہ کا چارج لے لیا ہے

دہلی پولیس نے ۱۲ جون کی شب کو ایک پولیس کنسٹیبل کندن سنگھ نامی کے مکان پر چھاپہ مارا اور قریباً ایک من پختہ چاندی کے زیورات۔ جن میں کچھ ہوئی چاندی بھی شامل ہے۔ ایک سیر کے قریب سونا۔ ایک صندوق بہت سے کارتوس اور زیورات پگھلانے کا سامان برآمد کیا۔ کنسٹیبل مذکور کا تعلق چوروں کے کسی گروہ سے ہے۔

اور یہ مال مختلف چوریوں سے تعلق رکھتا ہے۔

لاہور سے ۱۴ جون کی خبر ہے کہ رائے بہادر لالہ شنکر داس کو لاہور میونسپلٹی کا ایگزیکٹو افسر مقرر کیا گیا ہے جو کسی زمانہ میں سٹی مجسٹریٹ لاہور تھے۔ لیکن کسی وجہ سے ایگزیکٹو لائن سے نکال دئیے گئے تھے۔

لنڈن سے ۱۴ جون کی اطلاع ہے کہ اتوار کی شب بیکاروں کے ایک ہجوم کا جو مظاہرہ کر رہا تھا۔ پولیس سے تصادم ہو گیا۔ جس میں سب انسپکٹر پولیس کو زخم آئے۔ اگلی شب پھر مظاہرہ ہوا۔ اور جب ان کے تین لیڈروں کو گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی۔ تو پھر تصادم ہو گیا۔ اور پولیس کو کمک بلانی پڑی۔

فرنچائز رپورٹ پر دار العوام میں بحث ۲۰ جون کو ہوگی

گوردوارہ پربندھک کمیٹی امرتسر کے عہدیداروں کو ۱۴ جون کو چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب نے نوٹس دئیے ہیں کہ وہ کسی جلسہ یا جلوس میں شرکت نہ کریں اور کانگرس کی سرگرمیوں میں کوئی حصہ نہ لیں۔

ریاست کشمیر و جموں کے سابق ہوم ممبر سر ظفر علی نے گلینسی رپورٹ پر تبصرہ کیا ہے۔ جس میں لکھتے ہیں۔ کہ مجوزہ اسمبلی مسلمانوں کو مطمئن نہیں کر سکے گی۔ کیونکہ اول تو انہیں اکثریت حاصل نہیں ہوگی۔ ثانیاً وزراء کا تقرر منتخب شدہ ممبروں میں سے نہیں ہوگا۔

انڈیمان کے قیدیوں میں سے جو کرنال کے قریب گاڑی سے بھاگ گئے تھے۔ رتن سنگھ ببر اکالی ۱۳ جون کو اچانک اپنے گاؤں بکروان ضلع ہوشیارپور میں نمودار ہوا۔ اور نمبردار کو گولی مار کر سخت مجروح کر کے بھاگ گیا۔ اس کی گرفتاری کے لئے پولیس نے تین ہزار کا انعام مقرر کر رکھا ہے۔

والئے بھوپال اپنی محترمہ والدہ صاحبہ کی یادگار میں ایک عالیشان مسجد تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ جس پر قریباً چار لاکھ روپیہ خرچ آئیگا۔ بھوپال میں مسجدیں تو اور بھی بہت سی ہونگی اگر ان کی آبادی کا انتظام کیا جاتا۔ تو بہت اچھا ہوتا۔

نواکھالی سے ۱۳ جون کی خبر ہے کہ گذشتہ مارچ کے بقایا لگان کی عدم ادائیگی کے سلسلہ میں ۸۸۳ جاگیروں کی نیلامی کا اشتہار شائع کیا گیا ہے۔

الہ آباد کی آئرش نژاد عورت مسز جعفر علی کو مشہور انقلاب پسند یشپال کو پناہ دینے کے الزام میں پانچ سال قید کی سزا ہوئی تھی۔ عدالت سیشن نے جیوری کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے اسے بری کر دیا۔

وارسا سے ۱۱ جون کی اطلاع ہے کہ آج یورپ کے گرد ہوائی جہازوں کی پرواز کا بین الاقوامی مقابلہ شروع ہے جس میں ستاسٹھ ہوائی جہاز شامل ہوئے ہیں۔ کل فاصلہ چار ہزار میل ہے اور قریباً تمام بڑے بڑے شہروں میں پرواز ہوگی۔

برلن سے ۱۲ جون کی خبر ہے کہ تمام سیاسی جماعتوں کا یہ متحدہ اعلان ہے کہ وہ مزید تاوان جنگ ادا نہ کریں گی۔ اور جو حکومت اس کی ادائیگی کا وعدہ کرے گی اسے قائم نہیں رہنے دیا جائیگا۔ جرمنی کے جو نمائندے لوزان کانفرنس میں شامل ہو رہے ہیں۔ وہ بھی وہاں علی الاعلان یہی کہیں گے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے ۱۴ جون کو جلسہ کر کے فرنچائز رپورٹ پر غور کیا اور حق رائے کی توسیع کی تائید کرتے ہوئے مختلف طبقات میں حق رائے کی تقسیم کے متعلق کمیٹی کی ناکامی پر اظہار افسوس کیا ہے عورتوں کے لئے حق رائے دہی کے لئے علیحدہ اوصاف کی تعیین کو بھی قابل اعتراض قرار دیا۔ لیگ عورتوں اور مردوں کے مساوی حقوق کی حامی ہے۔ عورتوں کو ان کے مردوں کے طفیل یہ حق دینا بھی لیگ کی رائے میں قابل اعتراض ہے۔ اس کے علاوہ مسلمانان کشمیر و پونچھ کے مطالبات کی حمایت میں ریزولیوشنز پاس کئے گئے۔

واشنگٹن سے ۱۴ جون کی اطلاع ہے کہ سابق فوجی سپاہی بونس بل پاس کرانے کے لئے زبردست مظاہرے کر رہے ہیں۔ اور امید ہے کہ یہ بل پاس ہو جائے گا۔

ہسپانیہ کی کابینہ وزارت نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس کی رو سے سابق شاہ الفانسو کی تمام جائداد ضبط کر لی گئی ہے۔ شاہ موصوف کا جو روپیہ بنکوں میں ہے وہ بھی اسی حکم کے ماتحت آتا ہے۔

چودھری ظفر اللہ خانصاحب کے وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا کارکن بننے پر ان کی جگہ مسٹر عبدالعزیز بیرسٹر آف پٹنہ مقدمہ سازش دہلی میں سرکاری وکیل مقرر ہوئے ہیں۔

ہاؤس آف کامنز میں ۱۳ جون کو ایک سوال کے جواب میں وزیر ہند نے کہا۔ کہ گول میز کانفرنس نے ۲۳ مئی کو اجلاس کرنا تھا۔ مگر ممبروں نے اسے ملتوی کر دیا۔ آئندہ تاریخ ابھی نہیں بتائی جا سکتی۔ لیکن غیر ضروری تاخیر پیدا نہیں کی جائیگی۔

بمبئی گورنمنٹ نے ۱۵ جون کو فری پریس جرنل سے